سلسلۂ مطبوعات انجمنِ ترقّیٔ اُردو (ہند) دہلی نمبر ۲۱۴

۱۹۴۱ کی مردم شُماری

پر ایک جامع تبصرہ

از

جناب چودھری رحم علی صاحب الہاشمی

شایع کردہ

انجمنِ ترقّیٔ اُردو (ہند) دہلی

۱۹۴۴ء

فہرستِ مضامین

مضمون ــــــــــــــــــــ صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

۱- سنہ ۱۹۳۱ء سے لے کر سنہ ۱۹۴۱ء تک دس سال کی مدت میں ہندُستان کی آبادی میں ۵ کروڑ کا اضافہ ہوا - اور یہ تعداد اتنی ہے کہ جرمنی اور روس کے علاوہ یورپ کے کسی مُلک کی اتنی کُل آبادی بھی نہیں ہے -

۲- ہندُستان میں پیدائش و اموات کا تناسب اگر یہی قائم رہا جو اس وقت ہے تو ہندُستان کی آبادی سنہ ۱۹۵۱ء میں ۵۹ لاکھ اور سنہ ۱۹۶۱ء میں ۶۵ لاکھ اور بڑھ جائے گی -

۳- ایک لاکھ اور اس سے زیادہ کی آبادی کے شہر سنہ ۱۹۳۱ء میں ہندُستان کے اندر ۳۵ تھے اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۵۸ ہو گئے -

۴- بڑے شہر ایک لاکھ اور اس سے زیادہ آبادی کے تعداد میں سب سے زیادہ ممالکِ متحدہ آگرہ و اودھ میں ہیں - اور اس کے بعد پنجاب میں - صوبہ بنگال اس معاملے میں سب سے پیچھے ہے جہاں سنہ ۱۹۴۱ء میں ایک لاکھ اور اس سے زیادہ آبادی کے شہر لے دے کے کُل ۴ تھے -

۵- برطانوی ہند میں سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے بموجب ½۶۴ فی صدی ہندو، ۲۷ فی صدی مسلمان، ایک فی صدی عیسائی اور باقی دیگر مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔

۶- عیسائیوں کی تعداد سب سے زیادہ مدراس میں اس کے بعد بمبئی میں اور اس کے بعد پنجاب میں ہے۔ مدراس کی عیسائی آبادی بڑھ رہی ہے مگر پنجاب کی مائل بہ تنزّل ہے۔

۷- مسلمانوں کی آبادی کا تناسب سنہ ۱۹۳۱ء کے مقابلے میں سنہ ۱۹۴۱ء میں صوبہ بنگال کے اندر تقریباً وہی رہا، پنجاب میں بہ قدر ½ فی صدی کے بڑھ گیا، سندھ اور اجمیر میں بہ قدر ۲ فی صدی کے اور کشمیر میں بہ قدر ۱ فی صدی کے گھٹ گیا۔ سب سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی کے تناسب میں اضافہ صوبہ آسام میں ہوا۔

۸- ہندوؤں کی آبادی اجمیر میں ۲ فی صدی اور سندھ میں ۱ فی صدی بڑھ گئی مگر مدراس، بنگال، بہار، سی پی، آسام اور میسور میں بہ نسبت سنہ ۱۹۳۱ء کے کچھ کم ہو گئی۔

۹- ہندستان میں پڑھے لکھوں کی تعداد میں اضافہ تناسب آبادی کے لحاظ سے سب سے زیادہ صوبہ پنجاب میں ہوا یعنی ۱۴۰ فی صدی حالاں کہ کُل ہندستان کا اوسط اس ضمن میں ۷۰ فی صدی رہا۔ صوبہ جات میں پڑھے لکھوں کی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے بمبئی سب سے آگے ہے جہاں ۳۰ فی صدی مرد اور ۹ فی صدی عورتیں پڑھی لکھی ہیں اس کے بعد بنگال کا نمبر ہے یعنی ۲۵ فی صدی مرد اور ۷ فی صدی عورتیں۔ لیکن اس معاملے میں سب سے آگے کوچین اور ٹراونکور کی ریاستیں ہیں جہاں پڑھے لکھے مردوں کا تناسب ۴۵ فی صدی اور

عورتوں کا ۴۳ فی صدی ہے۔

۱۰۔ ہندستان میں بہ مقابلہ سنہ ۱۹۲۰ء کے سنہ ۱۹۴۰ء میں پیدائش اور اموات دونوں کا اوسط گھٹ گیا۔ پیدائش کا اوسط سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک ہزار آبادی پر ۳۳ تھا اور سنہ ۱۹۴۰ء میں ۳۰۔ اور اموات کا اوسط سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک ہزار آبادی پر ۳۱ تھا اور سنہ ۱۹۴۰ء میں ۲۲۔

یہ دِل چسپ حالات سنہ ۱۹۴۱ء کی رپورٹ مردم شماری سے ظاہر ہوتے ہیں جو اس مرتبہ مردم شماری سے تقریباً ڈیڑھ سال کی طویل مدّت کے بعد شائع ہونے کے باوجود حجم میں سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ کے مقابلے میں تقریباً ایک چوتھائی ہے اور اسی وجہ سے اس میں بہت سے اہم اعداد و شمار نظرانداز کردیے گئے ہیں۔ خاص کر زبان کا مسئلہ جو آج کل مختلف فرقوں میں اس قدر مابہ النزاع بنا ہوا ہے اس کا اس رپوٹ میں کوئی ذِکر نہیں ہے اور نہ مختلف زبانوں اور بولیوں کے بولنے والوں کے اعداد و شمار دیے گئے ہیں نہ اس پر کوئی نوٹ ہی لکھا گیا ہے بجز اس معذرت کے جو عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے قبیل سے ہے کہ چوں کہ زبانوں کے تعیّن اور حدودِ اربعہ قائم کرنے میں سخت دُشواریاں تھیں اس لیے اِس بحث کو ترک کردیا گیا۔ اس مد کے نظرانداز ہونے کا خاص کر افسوس اس وجہ سے ہے کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُردو اور ہندی کو فروغ دینے کی جو کوششیں مختلف وسائل و ذرائع سے کی جارہی ہیں اُن میں کہاں تک کام یابی یا ناکامی ہوئی اور سنہ ۱۹۳۱ء سے سنہ ۱۹۴۱ء تک کی مدّت میں اُردو بولنے والوں کی تعداد بڑھی یا ہندی بولنے والوں کی۔ اس افسوس ناک فروگزاشت اور بعض دیگر اہم فروگزاشتوں کے باوجود سنہ ۱۹۴۱ء کی رپوٹ سے ہندستان کے متعلق بعض بہت ہی دل چسپ باتیں معلوم ہوئی ہیں جو

معاشرتی اور سماجی اصلاح کا کام کرنے والوں اور اعداد و شمار کے علما و طلبہ کے لیے بہت کچھ مفید ہیں اور ان کا ذکر رپوٹ کے حوالے سے زرا تفصیل کے ساتھ ان اوراق میں کیا جائے گا۔

سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی رپوٹ کل ہندستان کے متعلق صرف ۱۳۷ صفحات پر مشتمل ہو جس میں سے ۳۶ صفحات پر بالکل مختصر ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ صفحے کی تشریحات ہیں اور باقی سو صفحات پر جدولیں ہیں جن میں سے صرف ایک جدول ضلع وار آبادی کی تقسیم اور اس کا سنہ ۱۹۳۱ء کے شمار سے مقابلے کی ۳۲ صفحے میں ختم ہوئی ہو۔ آیندہ صفحات میں ان تشریحات اور جدولوں پر مختصراً تبصرہ کیا جائے گا۔

ا۔ آبادی

ہندستان کی مجموعی آبادی میں دس سال کے اندر جو ۵ کروڑ کا اضافہ ہوا یہ خلافِ توقع نہیں ہے، اس لیے کہ پیدایش و اموات کی رفتار دیکھ کر اکثر مبصرین نے پہلے ہی سے اس کی پیش گوئی کردی تھی۔ رپورٹ میں اِس اضافۂ آبادی کو تعدادِ اموات کی تدریجی تخفیف پر محمول کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ایک عورت کی جان بچالی گئی تو اس کا یہی مطلب نہیں ہوا کہ ایک کا اضافہ ہوا بلکہ دو تین چار یا اس سے زیادہ مزید بچوں کی پیدایش کا امکان بھی پیدا ہوگیا۔ گویا کہ بیشتر حصّہ محکمۂ صحت کی حُسنِ کارکردگی کے سر اس اضافۂ آبادی کا سہرا ہے۔ مگر دیکھنے والے اور جاننے والے دیکھتے اور جانتے ہیں کہ محکمۂ صحت ہندُستان میں ابھی ممالکِ متمدّنہ سے بہت پیچھے ہے اور لاکھوں جانیں یہاں روزانہ اس وجہ سے ضائع ہوتی ہیں کہ انھیں علاج کی سہولتیں میسّر نہیں ہیں۔ اس مسئلے پر ذرا تفصیلی بحث آگے چل کر کی جائے گی مگر یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر صحتِ عامہ کے انتظامات اور بہتر ہوجائیں اور اضافۂ آبادی کی رفتار میں اور زیادہ تیزی پیدا ہوجائے تو پھر اس آبادی کی کھپت کہاں ہوگی۔ اور موجودہ آبادی ہی میں جو کروڑوں آدمیوں کو ایک وقت کا پیٹ بھر کھانا اور تن ڈھانکنے کا کپڑا میسّر نہیں ہے تو آبادی کی مزید بہتات کے بعد کیا حالت ہوگی۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ہندُستان میں نہ زمین کی کمی ہے اور نہ رزق کی۔ کمی صرف ہمدردانہ اقتصادی تقسیم کی ہے۔ یعنی ایک طرف تو مُلک میں ہزارہا ایکڑ زمین جو کاشت کے قابل ہے بے کار پڑی ہوئی ہے اور دُوسری طرف دُوسرے علاقوں

میں کاشت کاروں کو اتنی زمین بھی میسر نہیں ہوتی کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال لیں۔ حرفتی میدان میں باوجود اس ناہموار تقسیم کے خام پیداوار کی مُلک میں اتنی بہتات ہی کہ ہزارہا چیزیں جن کو اقتصادی حیثیت سے کارآمد بنایا جاسکتا تھا اور لاکھوں نفوس کے بسر اوقات کا سامان ان کے ذریعے سے ہوسکتا تھا وہ سڑگل کر بےکار ہوجاتی ہیں۔ متمدن ممالک میں لوگ مٹی سے سونا بناتے ہیں اور یہاں ہم سونے کو مٹی بنادیتے ہیں۔ اگر آبادی کی مناسب تقسیم کی جائے اور مُلک کے حرفتی اور زراعتی وسائل کو معقولیت کے ساتھ کام میں لایا جائے تو اسی ملک کے اندر چالیس کروڑ نہیں ایک ارب آدمی رہ کر فراغ بالی اور خوش حالی کی زندگی بسر کرسکتے ہیں اور دوسرے ممالک کی توفیر کو بھی اپنے آغوش میں لے سکتے ہیں۔ لیکن یہ اُسی وقت ہوسکتا ہی جب مُلک کی اقتصادی پالیسی میں اِس طرح کی تبدیلی کی جائے کہ اس کے پیش نظر اسی مُلک کے باشندوں کی بہبودی ہو۔

اسی سلسلے میں رپوٹ میں اقبال کیا گیا ہی کہ آبادی سے خالی علاقوں میں اگر اُن کے پُر کرنے کا سامان مہیا کردیا جائے تو یہ نہایت تیزی کے ساتھ پُر ہوجائیں گے جس کی بین مثالیں پنجاب اور بہاول پور ہیں جہاں جدید نہروں کی وجہ سے آبادی میں غیر معمولی سرعت کے ساتھ اضافہ ہوا ہی۔ پنجاب میں بہت سی زمین پانی نہ ہونے کی وجہ سے آبادی کے لیے ناموزوں تھی۔ جیسے ہی یہاں نہروں سے پانی پہنچایا گیا ویسے ہی لوگ اِدھر دوڑ پڑے۔

آبادی کا اضافہ بہ مقابلے جنوب کے شمال میں زیادہ ہوا ہی۔ اس کی ایک وجہ تو وہی شمال میں آب پاشی کے ذرائع کی توسیع بتائی گئی ہی اور دوسرے یہ کہ اس مرتبہ بہ مقابلے گزشتہ مردم شماریوں کے لوگوں کو فرقہ وار

بنیاد پر اس کی بڑی فکر تھی کہ اُن کا اور اُن کے خاندان کا نام شمار سے نہ رہ جائے اور اس معاملے میں اکثر غیر معمولی اور نامناسب جوش و خروش دِکھایا گیا۔ یہ گویا ایک طرح کا اعتراف ہی کہ کہیں کہیں اصلیت سے زیادہ شمار درج کرایا گیا۔ جس سے ظاہر بات ہی کہ مردم شماری کے اعداد بالکل صحیح نہیں رہے۔ لیکن رپوٹ کے ابتدائی حصّے ہی میں اس اعتراض کی یہ پیش بندی کی گئی ہی کہ شمار و اعداد کا حساب موٹے موٹے اعداد سے ہوتا ہی ہزاروں کی غلطی بلکہ لاکھ تک کی غلطی کا کوئی حساب نہیں ہوتا۔ ہم اس رائے سے اِس لیے اتفاق نہیں کرسکتے کہ لاکھ دو لاکھ نہیں بلکہ چند سو کی غلطی سے بہت سی چیزوں کا تناسب غلط ہو جاتا ہی اور شمار زیادہ لکھانے والوں نے اگر کام یابی حاصل کی ہی اور ان کے ہم فرقہ شمار کنندوں نے اس سے چشم پوشی کی ہی یا اس کی ہمت افزائی کی ہی تو مجموعی تعداد میں لاکھوں کا فرق پڑ جائے گا۔ شمالی ہند یعنی بنگال، بہار، یوپی، پنجاب اور صوبہ سرحدی میں آباد مکانات کی تعداد رپوٹ کے حساب سے سوا تین کروڑ کے قریب ہوتی ہی اور ان میں اگر سو میں سے ایک گھر کے لوگوں کی تعداد بہت نہیں ایک ہی ایک زیادہ لکھائی گئی ہی تو مجموعی آبادی میں تقریباً سوا تین لاکھ کا فرق ہو جائے گا اور اس سے اوسط اور تناسب کے سارے حسابات غلط ہو جائیں گے۔ مردم شماری کے دوران میں اس قسم کی شکایتیں خصوصاً بنگال اور پنجاب سے سُننے میں آئی تھیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اِن شکایات اور رپوٹ کے اعتراف اور تاویل کے بعد کیا رائے قائم کی جاسکتی ہی اور کمشنر مردم شماری کی تمام کاوش اور محنت کی افادیت کتنی رہ جاتی ہی۔

رپوٹ میں تشریحی شذرات کے ذیل میں ہندستان کے آس پاس کے

علاقوں کی مردم شماری کے اعداد پر بھی مختصراً روشنی ڈالی گئی ہو۔ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ فرانسیسی مقبوضاتِ ہند کی آبادی جو ۱۹۳۱ء میں ۲۸۶۴۱۰ تھی ۱۹۴۱ء میں ۱۳ فی صدی بڑھ کر ۳۲۳۲۹۵ ہوگئی۔ چندرنگر کی آبادی میں اضافہ ۱۹۳۱ء و ۱۹۴۱ء کے درمیان میں غیر معمولی طور پر زیادہ رہا یعنی ۴۰ فی صدی۔ حالاں کہ ۱۹۲۱ء اور ۱۹۳۱ء کے درمیان میں صرف ۷ فی صدی کا اضافہ ہوا تھا۔ برہما کی آبادی ۱۴½ فی صدی بڑھ کر ایک کروڑ ۶۸ لاکھ ہوگئی، شہر رنگون کی آبادی میں خاص کر ۲۵ فی صدی اضافہ ہوا۔ ہانگ کانگ کی آبادی ۱۴ لاکھ تھی جس میں ۷۳۷۹ ہندستانی تھے۔

بیرونی ممالک میں ہندستانیوں کی آبادی کے اعداد نہ معلوم ہوسکے جس کی وجہ غالباً جنگ کی ہنگامی حالت تھی۔

اس باب کے آخر میں آبادی کے متعلق جو فہرستیں دی گئی ہیں اُن سے بعض دل چسپ حقائق کا انکشاف ہوتا ہے جن کی طرف ذیل میں مختصراً چند اشارات کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے بہ موجب ہندستان میں ایک لاکھ سے اوپر کی آبادی کے کُل ۵۸ شہر ہیں جن میں سے ۱۲ شہر ایک صوبہ یوپی میں ہیں اور ۷ پنجاب میں، ۶ مدراس میں، ۵ بمبئی میں، ۴-۴ بنگال و میسور میں، ۳-۳ بہار و راجپوتانہ میں، دو دو سندھ و سی پی میں اور ایک ایک صوبہ سرحدی، وسطی ہند، اجمیر میرواڑہ، دہلی، حیدر آباد، کشمیر، گوالیار، بڑودہ، ٹراونکور اور بھاونگر میں ہیں۔ پچاس سال پیشتر ۱۸۹۱ء میں ایک لاکھ سے اوپر آبادی کے ہندستان میں صرف ۲۵ شہر تھے جن میں سے یوپی میں ۷، بمبئی میں ۴، پنجاب میں تین، بنگال میں دو، اور مدراس، میسور، راجپوتانہ، سی پی، حیدر آباد

کشمیر، گوالیار اور بڑودہ میں ایک ایک۔

۲۔ اس پچاس سالہ مدت میں ہندستان کے مختلف شہر اضافۂ آبادی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہے لیکن کلکتہ شہر کی سبقت کو اس دوڑ میں کوئی بھی نہ پاسکا اور باوجودے کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں ہندستان کا دارالسلطنت کلکتہ سے دہلی منتقل کردیا گیا پھر بھی اس کی آبادی برابر بڑھتی ہی رہی اور سنہ ۱۹۱۱ء و سنہ ۱۹۲۱ء کے مابین ۳½ لاکھ کا اضافہ ہوگیا۔ سنہ ۱۸۹۱ء کے مقابلے میں سنہ ۱۹۴۱ء میں کلکتہ کی آبادی تقریباً سہ گنی تھی۔ دہلی کی آبادی بھی اس پچاس سالہ مدت میں سہ گنی ہوگئی پھر بھی کلکتہ کی آبادی سنہ ۱۹۴۱ء میں دہلی سے چوگنی تھی۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں بہ لحاظِ آبادی بمبئی کا نمبر اول تھا اور کلکتہ دوسرے نمبر پر تھا لیکن سنہ ۱۹۰۱ء میں کلکتہ آگے نکل گیا اور پھر اس کے بعد سے ہندستان کا سب سے بڑا شہر کلکتہ ہی رہا۔

۳۔ جن شہروں نے اس پچاس سالہ مدت میں آبادی کے لحاظ سے غیر معمولی ترقی کی اُن میں جمشید پور کو نمایاں حیثیت حاصل ہے جو سنہ ۱۹۱۱ء میں ۵½ ہزار کی آبادی کا ایک قصبہ تھا اور سنہ ۱۹۴۱ء میں تقریباً ۱½ لاکھ آبادی کا بڑا شہر ہوگیا۔ اس کے بعد کولار کی معادنِ طلا کا نمبر ہے جس کی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں ۴۴ ہزار سے کچھ اوپر تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۱ لاکھ ۳۴ ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اول الذکر کی آبادی ٹاٹا کے کارخانۂ آہن کی رہینِ منت ہے اور آخر الذکر کی سونے کی کانوں کے انکشاف کی۔ اسی طرح بمبئی کے شہر احمدآباد پنجاب کے شہر لاہور و امرت سر، سندھ کے شہر کراچی اور یوپی کے شہر کان پور کی بھی آبادی میں تیزی کے ساتھ اس پچاس سالہ مدت میں اضافہ ہوا۔ حرفتی ترقیوں سے شہری آبادی میں اضافے کی یہ مثالیں بہت کچھ سبق آموز ہیں۔

۴۔ ہندستان کے جن علاقوں میں عورتوں کی آبادی مردوں سے زیادہ ہے۔ اُن میں سب سے اوّل نمبر آسام کا ہے۔ اور اُس کے بعد برطانوی صوبہ جات میں مدراس کا اور دیسی ریاستی علاقوں میں مدراس کی ریاستوں میں عورتوں کا تناسب سب سے زیادہ ہے اور اُس کے بعد علی الترتیب کوچین، ریاست ہائے اُڑیسہ، ریاست ہائے آسام اور ریاست چھتیس گڑھ کا نمبر ہے۔ صوبہ جاتِ ہند میں عورتوں کا تناسب سب سے کم بلوچستان میں ہے اور اس کے بعد صوبۂ دہلی کا نمبر ہے اور پھر سندھ کورگ، صوبہ سرحدی اور پنجاب کا۔ ریاستی علاقوں میں پنجاب کی ریاستوں میں عورتوں کا تناسب سب سے کم ہے۔

۵۔ ہندستان میں رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ مدراس اور آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ بنگال ہے۔ اور رقبہ اور آبادی دونوں کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر یوپی ہے۔ ریاستوں میں رقبے کے لحاظ سے حیدرآباد اور کشمیر قریب قریب برابر ہیں لیکن حیدرآباد کی آبادی کشمیر کے مقابلے میں چوگنی سے زیادہ ہے۔ یعنی کشمیر کی آبادی ۴۰½ لاکھ اور حیدرآباد کی ۱ کروڑ ۶۳¼ لاکھ ہے۔

۶۔ ہندستان کے جس صوبے میں شہروں اور دیہاتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے وہ یوپی ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر شہر سب سے زیادہ مدراس میں اور دیہات سب سے زیادہ بنگال میں ہیں۔ تیسرے نمبر پر دیہاتوں کی تعداد کے لحاظ سے بہار، اور شہروں کی تعداد کے لحاظ سے پنجاب ہے۔

(الف) رقبہ، شہر، دیہات و مکانات مسکونہ

رقبہ

کُل ہندستان کا رقبہ ۱۵۸۱۴۱۰ مربع میل ہی جو صوبہ جات ہند اور ریاستی ہند میں تقریباً برابر تقسیم ہی یعنی صوبہ جات ہند کا مجموعی رقبہ ۸۶۵۴۴۶ مربع میل اور ریاستی ہند کا ۷۱۵۹۶۴ مربع میل ہی۔ رقبے کے اعتبار سے ہندستان کا سب سے بڑا صوبہ مدراس ہی یعنی ۱۲۶۱۶۶ مربع میل اور اس کے بعد علی الترتیب یوپی ۱۰۶۲۴۷ مربع میل، پنجاب ۹۹۰۸۹ مربع میل، سی پی بہ شمول برار ۹۸۵۷۵ مربع میل، بنگال ۷۷۴۴۲ مربع میل، بمبئی ۷۶۴۴۳ مربع میل، بہار ۶۹۷۴۵ مربع میل اور سندھ ۴۸۱۳۶ مربع میل ہیں۔ باقی صوبوں کا رقبہ پچاس ہزار مربع میل سے کم ہی۔ سب سے چھوٹا صوبہ دہلی ہی جس کا رقبہ کُل ۵۷۴ مربع میل ہی۔

ریاست ہائے ہند کا رقبہ رپوٹ میں الگ نہیں دیا گیا ہی اور صرف بڑودہ، کوچین، گوالیار، حیدرآباد، کشمیر، میسور، سیکیم اور ٹراونکور کی ریاستوں کا رقبہ الگ الگ بتایا گیا ہی جس میں سب سے زیادہ رقبہ حیدرآباد کا ہی یعنی ۸۲۳۱۳ مربع میل اور اس کے بعد کشمیر کا ۸۲۲۵۸ مربع میل۔ گویا مدراس، یوپی، پنجاب اور سی پی بہ شمول برار کے علاوہ ہندستان کا کوئی صوبہ حیدرآباد یا کشمیر کے برابر رقبے میں نہیں ہی۔ ان دونوں ریاستوں کے بعد بہ اعتبار رقبہ ریاست چھتیس گڑھ سب سے بڑی ہی یعنی ۳۷۶۸۷ مربع میل، اس کے بعد میسور ۲۹۴۵۸ مربع میل اور گوالیار ۲۶۰۰۸ مربع میل ہیں۔ ریاست بڑودہ کا رقبہ ۸۲۳۶ مربع میل اور ٹراونکور کا رقبہ ۷۶۶۲ مربع میل ہی۔

شہر

شہروں کی تعداد کُل ہندُستان میں ۲۷۰۳ ہی جن میں سے تقریباً ایک تہائی ریاستی ہند میں اور دو تہائی صوبہ جات ہند میں ہیں۔ یعنی ریاستی ہند میں ۹۷۹ شہر ہیں اور صوبہ جات ہند میں ۱۷۲۴۔ صوبہ جات ہند میں سب سے زیادہ شہر یو پی میں ہیں یعنی ۴۴۵۔ اس کے بعد مدراس میں ۲۸۴، پنجاب میں ۲۰۲، بمبئی میں ۱۸۵، بنگال میں ۱۴۹، سی پی بہ شمول برار میں ۱۱۹ اور بہار میں ۸۸ شہر ہیں۔ بقیہ صوبہ جاتِ ہند میں شہروں کی تعداد بہت کم ہی اور بہار کے ۸۸ شہروں کے بعد آسام کے تیس شہروں کی تعداد سب سے زیادہ ہی۔ دیسی ریاستوں میں سے حیدرآباد میں ۱۳۸ شہر ہیں اور اس کے بعد میسور میں ۱۰۸، بڑودہ میں ۴۴، گوالیار اور ٹراونکور میں ۴۶-۴۶، اور کشمیر میں ۲۹ شہر ہیں۔ باقی ریاستوں میں شہروں کی تعداد بہت کم ہی۔

دیہات

دیہات کی تعداد کُل ہندُستان میں ۶۵۵۸۹۲ ہی جن میں سے صوبہ جاتِ ہند میں ۴۵۹۳۹۱ اور ریاستی ہند میں ۱۹۶۵۰۱ واقع ہیں۔ شہروں کی تعداد کی طرح دیہات کی تعداد میں بھی صوبۂ یو پی سب سے آگے ہی جس میں ۱۰۲۳۸۸ مواضع ہیں۔ اس کے بعد صوبہ جاتِ ہند میں سے بنگال میں ۸۴۲۱۳، بہار میں ۶۸۸۶۹، سی پی بہ شمول برار میں ۳۸۹۸۵، مدراس میں ۳۵۴۳۰، پنجاب میں ۳۵۲۶۹، آسام میں ۳۳۵۶۰، اُڑیسہ میں ۲۶۶۵۳، اور بمبئی میں ۲۱۴۷۲ مواضع ہیں۔ ان کے بعد مواضع کی تعداد سب سے زیادہ صوبۂ سندھ میں ہی یعنی ۴۵۸۴

مکاناتِ مسکونہ

سارے ہندُستان میں مسکونہ مکانات کی تعداد ۷۰۰۳۵۳۴۵ بتائی گئی

ہیں جن میں سے ۹۵۹۹۲۱ مکانات شہروں میں ہیں اور ۶۶۴۳۶۰۹۴ دیہاتوں میں۔ صوبہ جاتِ ہند میں کُل مکاناتِ مسکونہ کی تعداد ۵۷۶۵۵۷۱۵ ہے یعنی ۷۰۹۱۲۰۳ مکانات شہروں میں اور ۵۰۵۶۴۵۱۲ مکانات دیہات میں اور ۱۸۳۷۹۶۳۰ مکاناتِ مسکونہ ریاستی ہند میں ہیں۔ ۲۵۰۸۰۰۴۸ شہروں میں اور ۱۵۸۷۱۵۸۲ دیہات میں مکاناتِ مسکونہ کی تعداد کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ بنگال ہے جس میں ۱۱۱۴۱۰۸۰ مکانات ہیں اور اس کے بعد صوبۂ یوپی جس میں ۱۰۹۲۵۰۷۷ مکانات ہیں۔ تیسرا نمبر اس سلسلے میں صوبۂ مدراس کا ہے جس میں ۹۶۳۶۷۹۲۰ مکانات ہیں اور چوتھا نمبر صوبۂ بہار کا جس میں ۶۹۶۲۰۳۵ مکانات ہیں۔ صوبہ پنجاب اپنے نام کی رعایت سے پانچویں نمبر پر ہے جس کے مکاناتِ مسکونہ کی تعداد ۵۳۹۷۸۵۸ ہے۔ صوبہ دہلی کا بیشتر حصہ چوں کہ شہر دہلی کی آبادی پر مشتمل ہے اس لیے تمام صوبہ جات ہند میں صرف یہی ایک صوبہ ایسا ہے جس میں شہری مکاناتِ مسکونہ کی تعداد دیہاتی مکاناتِ مسکونہ کی تعداد سے زائد ہے یعنی شہری مکاناتِ مسکونہ ۱۴۵۶۷۰ ہیں اور دیہاتی ۴۰۹۴۲۔

ریاست ہائے ہند میں تعداد مکاناتِ مسکونہ کے لحاظ سے حیدر آباد ہی کو اولیت حاصل ہے جس میں مکاناتِ مسکونہ کی تعداد ۳۸۷۵۳۲۸ ہے اور اس کے بعد جس ریاست میں سب سے زیادہ مکاناتِ مسکونہ کی تعداد ہے وہ میسور ہے جس میں حیدرآباد کے تقریباً ایک تہائی یعنی ۱۴۵۷۸۸۹ مکانات ہیں۔ اس کے بعد ریاست ٹراونکور کا نمبر ہے جس میں ۱۰۹۷۳۵۷ مکانات ہیں۔ گوالیار کی ریاست میں [illegible] لاکھ سے کچھ اوپر اور کشمیر کی ریاست میں [illegible] لاکھ سے کم اور بڑودہ میں ½۶ لاکھ سے کچھ زیادہ مکاناتِ مسکونہ کی تعداد ہے۔

(ب) آبادی

کُل ہندوستان میں سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے بموجب ۳۸۸۹۹۷۹۵۵

نفوس آباد ہیں جن میں سے ۲۹۵۸۰۸۷۲۲ صوبہ جات ہند میں اور ۹۳۱۸۹۲۳۳ ریاستی ہند میں ہیں۔ مردوں کی آبادی کل ہندوستان میں ۲۰۱۰۲۵۷۲۶ ہے اور عورتوں کی ۱۸۷۹۷۲۲۲۹۔ صوبہ جاتِ ہند میں کل مرد ۱۵۳۰۲۰۱۶۶، اور عورتیں ۱۴۲۷۸۸۵۵۶ ہیں۔ ریاستی ہند میں کل مردوں کی تعداد ۴۸۰۰۵۵۶۰، اور عورتوں کی ۴۵۱۸۳۶۷۳ ہے۔ صوبہ جاتِ ہند میں آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ بنگال کا ہے جس میں کل ۶ کروڑ سے اوپر نفوس آباد ہیں اور اس کے بعد یو پی جس میں ½۵ کروڑ کی آبادی ہے۔ مدراس کی آبادی قریب ۵ کروڑ کی، بہار کی ½۳ کروڑ کی اور پنجاب کی ¾۲ کروڑ کی ہے۔ بمبئی کا نمبر تعداد آبادی کے لحاظ سے صوبہ جاتِ ہند میں چھٹا ہے یعنی دو کروڑ سے کچھ اوپر۔ اس کے بعد سی پی بہ شمول برار میں ½۱ کروڑ اور آسام میں ایک کروڑ کی آبادی ہے۔ ریاست ہائے ہند میں حیدرآباد کی آبادی ایک کروڑ ¼۶۳ لاکھ ہے، اور اس کے بعد میسور کا نمبر ہے جس کی آبادی ¼۷۳ لاکھ ہے۔ تیسرا نمبر ٹراونکور کا ہے جس کی آبادی ۶۰ لاکھ سے کچھ اوپر ہے۔ چھتیس گڑھ کی آبادی ½۴۰ لاکھ، کشمیر کی ¼۴۰ لاکھ، گوالیار کی ۴۰ لاکھ اور بڑودہ کی ½۲۸ لاکھ ہے۔ رقبے کے لحاظ سے تو ہندوستان کے صرف تین صوبے یعنی مدراس، یو پی اور سی پی بہ شمول برار حیدرآباد سے بڑے ہیں لیکن آبادی کے لحاظ سے سات صوبے یعنی بنگال، یو پی، مدراس، بہار، پنجاب، بمبئی اور سی پی بہ شمول برار اس سے بڑے ہیں۔

پچاس سال میں آبادی کی کمی بیشی

۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۹۴۱ء تک کل ہندوستان کی آبادی ہر دہ سالہ مردم شماری میں مسلسل بڑھتی رہی اور مجموعی اضافہ اس پچاس سال میں تقریباً پچاس فی صدی ہوا۔ صوبہ جاتِ ہند کی آبادی میں بھی اسی طرح تدریجی ترقی

ہوتی رہی اور پچاس سال میں مجموعی اضافہ تقریباً ۴۰ فی صدی ہوا۔ لیکن ریاستی
ہند کی آبادی میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں تقریباً ۳۲ لاکھ کی کمی ہوگئی تھی
تاہم پچاس سالہ مدت میں ریاستوں کی آبادی بھی تقریباً ۴۰ فی صدی بڑھ گئی۔
صوبہ جاتِ ہند میں مدراس، بنگال، آسام اور صوبہ سرحدی میں سنہ ۱۸۹۱ء کے بعد
ہر دہ سالہ مردم شماری میں برابر اضافہ ہوا اور دیگر صوبہ جات میں کمی بھی ہوئی
لیکن پچاس سالہ مدت میں مجموعی طور پر ہر صوبے میں آبادی بڑھی۔ سب
سے زیادہ اضافہ آبادی کی رفتار دہلی کے بعد صوبہ مدراس میں تیز رہی۔ جہاں
پچاس سال کے اندر ۵۴ فی صدی سے اوپر اضافہ ہوا اور پھر آسام میں
جس کی آبادی ۵۰ فی صدی بڑھی اس کے بعد پنجاب کا نمبر ہے جس کی آبادی
میں ۴۷ فی صدی اضافہ ہوا اور پھر مدراس کا جس کی آبادی پچاس سال میں ۴۵
فی صدی بڑھی۔ کُل ہندوستان کی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں تقریباً ۲۸ کروڑ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء
میں ۳۸ کروڑ ۹۰ لاکھ کے قریب پہنچ گئی۔ صوبہ جاتِ ہند کی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں
۲۱ ¼ کروڑ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۳۰ کروڑ کے قریب ہوگئی۔ مدراس کی آبادی پچاس
سال میں ۳ ¼ کروڑ سے بڑھ کر ۵ کروڑ کے قریب پہنچ گئی۔ بمبئی کی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء
میں ڈیڑھ کروڑ سے کچھ اوپر تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں دو کروڑ سے اوپر ہوگئی۔ بنگال
کی آبادی ۴ کروڑ سے بڑھ کر ۶ کروڑ ہوگئی۔ یوپی کی آبادی ۴ ½ کروڑ سے بڑھ کر
۵ ½ کروڑ ہوگئی۔ پنجاب کی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں ۱ ¾ کروڑ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں
۲ ¾ کروڑ ہوگئی۔ بہار کی آبادی اس پچاس سال میں ۲ ¾ کروڑ سے بڑھ کر ۳ ½
کروڑ ہوگئی۔ سی پی بہ شمول برار کی آبادی ۱ ¼ کروڑ سے ۱ ½ کروڑ ہوگئی۔ آسام
کی آبادی ۵۴ لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ ہوگئی۔ صوبہ سرحدی کی آبادی ۱۸ ½
لاکھ سے ۳۰ لاکھ ہوگئی، اُڑیسہ کی ۶۷ لاکھ سے ۸۷ لاکھ، سندھ کی ۲۸ لاکھ

سے ۴۵ لاکھ، دہلی کی ۳ ۳/۴ لاکھ سے ۹ لاکھ ہوگئی جو اُس کے دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے ہے۔ ریاستی ہند کی مجموعی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں ۶ ۱/۲ کروڑ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۹ ۱/۴ کروڑ ہوگئی۔ ریاست بڑودہ کی آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں ۲۴ ۱/۴ لاکھ تھی اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۲۸ ۱/۲ لاکھ ہوگئی۔ اور حیدرآباد کی ۱ کروڑ ۱۵ لاکھ سے ۱ کروڑ ۶۳ لاکھ ہوگئی۔

شہر، دیہات و مکاناتِ مسکونہ

صوبہ	رقبہ مربع میل	تعدادِ شہر	تعداد دیہات	مکاناتِ مسکونہ		
				شہری	دیہاتی	میزان
کُل ہندستان	۱۵۸۱۴۱۰	۲۷۰۳	۶۵۵۸۹۲	۹۵۹۹۲۵۱	۶۶۴۳۶۰۹۴	۷۶۰۳۵۳۴۵
صوبہ جاتِ ہند	۸۶۵۴۴۶	۱۷۲۴	۴۵۹۳۹۱	۷۰۹۱۳۰۳	۵۰۵۶۴۵۱۲	۵۷۶۵۵۷۱۵
مدراس	۱۲۶۱۶۶	۴۰۷	۳۵۴۳۰	۱۴۶۳۶۴۶	۸۱۷۳۱۴۶	۹۶۳۶۷۹۲
بمبئی	۷۶۴۴۳	۱۸۵	۲۱۴۷۲	۹۶۹۱۷۶	۳۴۸۷۴۶۸	۴۴۵۶۶۴۴
بنگال	۷۷۴۴۲	۱۴۹۰	۸۴۳۹۳	۱۱۱۰۰۸۸	۱۰۰۳۰۹۹۲	۱۱۱۴۱۰۸۰
یوپی	۱۰۶۲۴۷	۴۴۵	۱۰۲۳۸۸	۱۳۰۵۲۹۹	۹۶۱۹۷۷۸	۱۰۹۲۵۰۷۷
پنجاب	۹۹۰۸۹	۲۰۲	۳۵۲۶۹	۷۵۳۰۵۶	۴۶۴۴۸۰۲	۵۳۹۷۸۵۸
بہار	۶۹۷۴۵	۸۸	۶۸۸۶۹	۴۱۸۴۲۱	۶۵۴۳۶۱۴	۶۹۶۲۰۳۵
سی پی	۸۰۷۶۶	۷۶	۳۳۲۸۰	۳۷۳۲۱۹	۲۲۳۷۴۲۱	۲۶۱۰۶۴۰

برار	۱۷۸۰۹	۴۳	۵۷۰۵	۱۲۲۱۹۱	۶۴۳۰۳۰	۷۶۴۲۲۱
آسام	۵۴۹۵۱	۳۰	۳۳۵۶۰	۵۷۹۱۷	۱۹۴۸۸۲۴	۲۰۰۶۷۴۱
صوبہ سرحدی	۱۴۲۶۳	۲۸	۲۸۲۶	۸۰۳۲۰	۴۶۸۱۵۳	۵۴۸۴۷۳
اڑیسہ	۳۲۱۹۸	۱۷	۲۶۶۵۳	۶۵۶۲۸	۱۸۱۶۷۲۲	۱۸۸۲۳۵۰
سندھ	۴۸۱۳۶	۲۶	۶۵۸۳	۱۷۹۰۳۹	۶۳۵۲۷۶	۸۱۴۳۱۵
اجمیر میرواڑہ	۲۴۰۰	۵	۷۰۶	۲۷۶۰۸	۶۳۰۷۸	۹۰۶۸۶
بلوچستان	۵۴۴۵۶	۱۲	۱۶۳۷	۱۷۵۸۸	۷۴۸۵۵	۹۲۴۴۳
دہلی	۵۷۴	۹	۳۰۵	۱۴۵۶۷۰	۴۰۹۴۲	۱۸۶۶۱۲
ریاست ہائے ہند	۷۱۵۸۶۴	۹۷۹	۱۹۶۵۰۱	۲۵۰۸۰۴۸	۱۵۹۷۱۵۸۲	۱۸۳۷۹۶۳۰
بڑودہ	۸۲۳۶	۶۴	۲۸۹۶	۱۶۹۵۵۸	۴۴۸۴۵۶	۶۱۸۰۱۴
گوالیار	۲۶۰۰۸	۴۶	۱۰۵۵۹	۱۲۵۴۶۵	۷۰۶۷۹۱	۸۳۲۲۵۶
حیدرآباد	۸۲۳۱۲	۱۳۸	۲۲۳۶۰	۴۷۹۷۷۹	۳۳۹۵۵۴۹	۳۸۷۵۳۲۸
کشمیر	۸۲۲۵۸	۳۹	۸۷۴۰	۶۷۹۸۳	۶۹۶۴۴۱	۷۶۴۴۲۴
میسور	۲۹۴۵۸	۱۰۸	۱۶۳۴۹	۲۶۹۵۵۶	۱۱۸۸۳۳۲	۱۴۵۷۸۸۹
ٹراونکور	۷۶۶۲	۴۶	۳۹۰۶	۱۱۹۸۶۶	۹۷۷۴۹۱	۱۰۹۷۳۵۷
کوچین	۱۴۹۳	۱۵	۲۷۳	۴۰۹۲۳	۲۰۱۷۷۴	۲۳۴۲۶۹۷

آبادی

صوبہ	شہری			دیہاتی			میزانِ کل
	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	
کُل ہندوستان	۲۷۳۸۷۶۳۷	۲۲۳۰۸۴۱۶	۴۹۶۹۶۰۵۸	۱۷۳۶۳۸۰۸۹	۱۶۵۶۶۳۸۱۳	۳۳۹۳۰۱۹۰۲	۳۸۸۹۹۷۹۵۵
صوبہ جاتِ ہند	۲۱۰۳۵۶۴۰	۱۶۵۱۱۱۹۰	۳۷۵۴۶۸۳۰	۱۳۱۹۸۴۵۲۶	۱۲۶۲۷۷۳۶۶	۲۵۸۲۶۱۸۹۲	۲۹۵۸۰۸۷۲۲
مدراس	۳۹۴۶۴۶۶	۳۹۱۸۴۱۷	۷۸۶۴۸۸۳	۲۰۶۱۰۶۷۷	۲۰۸۶۶۲۵۰	۴۱۴۷۶۹۲۷	۴۹۳۴۱۸۱۰
بمبئی	۳۰۳۴۶۸۰	۲۳۷۷۴۸۹	۵۴۱۲۱۶۹	۷۷۸۲۶۵۳	۷۶۵۵۰۱۸	۱۵۴۳۷۶۷۱	۲۰۸۴۹۸۴۰
بنگال	۳۷۶۴۷۷۶	۲۱۷۴۰۰۰	۵۹۳۸۷۷۶	۲۷۹۸۲۶۱۹	۲۶۳۸۵۱۳۰	۵۴۳۶۷۷۴۹	۶۰۳۰۶۵۲۵
یوپی	۳۸۰۲۶۰۹	۳۰۵۲۶۵۹	۶۸۵۵۲۶۸	۲۵۰۵۷۶۰۵	۲۳۱۰۷۷۴۴	۴۸۱۶۵۳۴۹	۵۵۰۲۰۶۱۷
پنجاب	۲۵۳۲۱۹۵	۱۸۲۶۷۶۹	۴۳۵۸۹۶۴	۱۲۸۵۱۴۶۱	۱۱۲۰۸۳۹۴	۲۴۰۵۹۸۵۵	۲۸۴۱۸۸۱۹
بہار	۱۰۶۹۸۳۰	۸۸۶۳۸۹	۱۹۵۶۲۱۹	۱۷۱۵۴۵۹۸	۱۷۲۲۹۳۳۴	۳۴۳۸۳۹۳۲	۳۶۳۴۰۱۵۱
سی پی	۷۷۷۲۹۴	۷۰۳۰۹۹	۱۴۸۰۳۹۳	۵۸۱۶۰۸۲	۵۹۱۲۲۴۳	۱۱۷۲۸۳۲۵	۱۳۲۰۸۷۱۸
برار	۳۱۹۶۵۴	۲۹۳۷۲۰	۶۱۳۳۷۴	۱۵۱۷۲۵۲	۱۴۷۴۲۴۰	۲۹۹۱۴۹۲	۳۶۰۴۸۶۶
آسام	۱۷۵۳۰۷	۱۰۵۳۱۵	۲۸۰۶۲۲	۵۲۰۷۴۸۸	۴۷۱۶۶۲۳	۹۹۲۴۱۱۱	۱۰۲۰۴۷۳۳

صوبہ سرحدی	۳۳۲۷۶۵	۲۱۹۴۲۸	۵۵۲۱۹۳	۱۳۱۸۴۹	۱۱۶۷۴۲۵	۲۴۸۵۸۷۴	۳۰۳۸۰۶۷
اڑیسہ	۱۶۸۴۱۱	۱۵۲۳۹۰	۳۲۰۸۰۱	۴۰۴۹۷۱۰	۴۳۵۸۰۳۳	۸۴۰۷۷۴۳	۸۷۲۸۵۴۴
سندھ	۴۹۹۹۷۴	۳۹۱۷۲۹	۸۹۱۷۰۳	۱۹۹۴۲۱۶	۱۶۴۹۰۸۰	۳۶۴۳۳۰۵	۴۵۳۵۰۰۸
اجمیر میرواڑہ	۱۱۶۰۵۱	۹۸۰۴۷	۲۱۴۰۹۸	۱۹۱۱۲۱	۱۷۸۴۷۴	۳۶۹۵۹۵	۵۸۳۶۹۳
بلوچستان	۷۴۴۷۶	۲۵۹۸۷	۱۰۰۴۶۳	۲۲۰۰۴۰	۱۸۱۱۲۸	۴۰۱۱۶۸	۵۰۱۶۳۱
دہلی	۴۱۴۸۲۱	۲۸۰۸۶۵	۶۹۵۶۸۶	۱۲۰۴۱۵	۱۰۱۸۳۸	۲۲۲۲۵۳	۹۱۷۹۳۹
ریاست ہائے ہند	۶۳۵۱۹۹۷	۵۷۹۷۲۲۶	۱۲۱۴۹۲۲۳	۴۱۶۵۳۵۶۳	۳۹۳۸۶۴۴۷	۸۱۰۴۰۰۱۰	۹۳۱۸۹۴۳۳
بڑودہ	۳۷۸۷۱۲	۳۴۰۵۶۰	۷۱۹۲۷۲	۱۰۹۴۱۹۷	۱۰۴۱۵۴۱	۲۱۳۵۷۳۸	۲۸۵۵۰۱۰
کوچین	۱۳۴۹۵۱	۱۳۲۸۶۵	۲۶۷۸۱۶	۵۶۱۹۳۸	۵۹۳۱۲۱	۱۱۵۵۰۵۹	۱۴۲۲۸۷۵
گوالیار	۲۹۴۲۸۲	۲۵۵۶۹۴	۵۴۹۹۷۶	۱۸۲۲۲۸۶	۱۶۳۳۸۹۷	۳۴۵۶۱۸۳	۴۰۰۶۱۵۹
حیدرآباد	۱۱۳۲۱۲۶	۱۰۶۲۱۶۸	۲۱۹۴۲۹۴	۷۲۱۴۶۴۹	۶۹۲۹۵۹۱	۱۴۱۴۴۲۴۰	۱۶۳۳۸۵۳۴
کشمیر	۲۳۱۳۸۲	۱۸۳۰۵۳	۴۱۴۴۳۵	۱۸۹۸۴۹۰	۱۷۰۸۶۹۱	۳۶۰۷۱۸۱	۴۰۲۱۶۱۶
میسور	۷۰۳۱۲۱	۶۴۳۰۸۵	۱۳۴۶۲۰۶	۳۰۶۰۱۹۷	۲۹۲۲۷۳۷	۵۹۸۲۹۳۴	۷۳۲۹۱۴۰
ٹراونکور	۳۵۰۸۷۳	۳۴۰۱۵۲	۶۹۱۰۲۵	۲۶۹۴۲۲۹	۲۶۸۴۷۶۴	۵۳۷۸۹۹۳	۶۰۷۰۰۱۸

پچاس سال میں آبادی کی کمی یا بیشی

(بیشی کی علامت + اور کمی کی - ہے)

صوبہ	آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں	سنہ ۱۹۰۱ء آبادی	سنہ ۱۹۰۱ء کمی یا زیادتی دس سال میں	سنہ ۱۹۱۱ء آبادی	سنہ ۱۹۱۱ء کمی یا زیادتی دس سال میں	سنہ ۱۹۲۱ء آبادی	سنہ ۱۹۲۱ء کمی یا زیادتی دس سال میں	سنہ ۱۹۳۱ء آبادی	سنہ ۱۹۳۱ء کمی یا زیادتی دس سال میں	سنہ ۱۹۴۱ء آبادی	سنہ ۱۹۴۱ء کمی یا زیادتی دس سال میں	کمی یا زیادتی پچاس سال میں
کل ہندستان	۲۷۹۴۴۶۲۴۸	۲۸۳۸۷۲۳۵۹	۴۴۲۶۱۱۱+	۳۰۳۰۱۲۵۹۸	۱۹۱۴۰۲۳۹+	۳۰۵۶۹۳۰۶۳	۲۶۸۰۴۶۵+	۳۳۸۱۱۹۱۵۴	۳۲۴۲۶۰۹۱+	۳۸۸۹۹۷۹۵۵	۵۰۸۷۸۸۰۱+	۱۰۹۵۵۱۷۰۷+
صوبجات ہند	۲۱۲۹۷۰۶۱۶	۲۲۰۶۰۴۹۳۸	۷۶۳۴۳۲۲+	۲۳۱۶۰۳۸۷۲	۱۰۹۹۸۹۳۴+	۲۳۳۵۶۰۹۴۴	۱۹۵۷۰۷۲+	۲۵۶۷۵۷۸۱۸	۲۳۱۹۶۸۷۴+	۲۹۵۸۰۸۷۲۲	۳۹۰۵۰۹۰۴+	۸۲۸۳۸۱۰۶+
مدراس	۳۳۷۳۲۶۶۴	۳۶۱۵۸۹۵۵	۲۵۲۶۹۵۵+	۳۹۱۲۹۱۱۱	۲۸۷۰۱۵۶+	۴۰۱۲۶۵۱۲	۹۹۷۴۰۱+	۴۴۲۰۵۲۴۳	۴۰۷۸۷۳۱+	۴۹۳۴۱۸۱۰	۵۱۳۶۶۵۷+	۱۵۵۶۰۹۱۵۷+
بمبئی	۱۵۹۸۵۴۲۷	۱۵۳۱۹۴۰۵	۱۶۶۰۲۲-	۱۶۱۳۶۶۶۶	۸۱۷۲۶۱+	۱۶۰۱۲۳۴۲	۱۲۴۳۲۴-	۱۷۹۹۲۰۵۳	۱۹۷۹۷۱۱+	۲۰۸۴۹۸۴۰	۲۸۵۷۷۸۷+	۴۸۶۴۴۱۳+
بنگال	۳۹۰۹۷۰۲۳	۲۲۱۴۹۱۵۴	۳۰۵۲۱۳۱+	۴۵۴۹۱۰۵۶	۳۳۴۱۹۰۲+	۴۶۷۰۳۷۰۲	۱۲۱۲۶۴۶+	۵۰۱۱۵۵۴۸	۳۴۱۱۸۴۶+	۶۰۳۰۶۵۲۵	۱۰۱۹۰۹۷۷+	۲۱۲۰۹۵۰۲+
یوپی	۴۶۵۰۱۰۶۴	۴۷۳۱۲۰۳۱	۸۱۰۹۶۷+	۴۶۸۰۶۲۰۳	۵۰۵۸۲۸-	۴۵۳۷۴۶۵۸	۱۴۳۱۵۴۵-	۴۸۴۰۸۴۸۲	۳۰۳۳۸۲۴+	۵۵۰۲۰۶۱۷	۶۶۱۲۱۳۵+	۸۵۱۹۵۵۳+
پنجاب	۱۸۶۵۲۶۱۴	۱۹۹۴۲۷۱۵	۱۲۹۰۱۰۱+	۱۹۵۷۹۰۴۷	۳۶۳۶۶۸-	۲۰۶۸۵۴۷۸	۱۱۰۶۴۳۱+	۲۳۵۸۰۸۶۴	۲۸۹۵۳۸۶+	۲۸۴۱۸۸۱۹	۴۸۳۷۹۵۵+	۹۷۶۶۹۵۵+
بہار	۲۸۲۰۰۸۱۸	۲۸۲۵۰۸۵۳	۵۰۰۳۵+	۲۹۲۴۷۳۷۲	۱۰۹۶۵۱۹+	۲۹۰۲۳۲۴۰	۳۲۴۱۳۲-	۳۲۳۴۶۹۰۹	۳۳۲۴۶۶۹+	۳۶۳۴۰۱۵۱	۳۹۷۲۲۴۲+	۸۱۳۹۳۳۳+
سی پی	۱۰۰۴۸۷۰۴	۹۰۸۹۰۹۹	۹۵۹۶۰۵-	۱۰۷۰۱۸۳۱	۱۶۱۲۷۳۲+	۱۰۶۶۶۶۳۶	۳۵۱۹۵-	۱۱۸۸۱۲۲۰	۱۲۱۴۵۸۴+	۱۳۲۰۸۷۱۸	۱۳۲۷۴۹۸+	۳۱۶۰۰۱۴+
برار	۲۸۹۷۴۹۱	۲۷۵۴۰۱۶	۱۴۳۴۷۵-	۳۰۵۷۱۶۲	۳۰۳۱۴۶+	۳۰۷۵۳۱۶	۱۸۱۵۴+	۳۴۴۱۸۳۸	۳۶۶۵۲۲+	۳۶۰۴۸۶۶	۱۶۳۰۲۸+	۷۰۷۳۷۵+

مردم شماری سنہ ۱۹۴۱ء

آسام	۵۳۶۴۲۴۰	۵۷۲۶۳۳۷	+۳۶۲۰۹۷	۶۵۷۹۲۸۱	+۸۵۲۹۴۴	۷۴۵۹۶۵۷	+۸۸۰۳۷۶	۸۶۲۲۷۹۱	+۱۱۶۳۱۳۴	۱۰۲۰۴۷۳۳	+۱۵۸۱۹۴۲	+۴۸۴۰۴۹۳
صوبہ سرحدی	۱۸۵۷۵۱۹	۲۰۴۱۵۳۴	+۱۸۴۰۱۵	۲۱۹۶۹۳۳	+۱۵۵۳۹۹	۲۲۵۱۳۴۰	+۵۴۴۰۷	۲۴۲۵۰۷۶	±۱۷۳۷۳۶	۳۰۳۸۰۶۷	+۶۱۲۹۹۱	+۱۱۸۰۵۴۸
اڑیسہ	۶۷۰۹۸۱۳	۷۱۲۷۰۷۷	+۴۱۷۲۶۴	۷۵۸۲۳۶۲	+۴۵۵۲۸۵	۷۳۵۱۴۱۴	-۲۳۰۹۴۸	۸۰۲۵۶۷۱	+۶۷۴۲۵۷	۸۷۲۸۵۴۴	+۷۰۲۸۷۳	+۲۰۱۸۷۳۱
سندھ	۲۸۷۵۱۰۰	۳۲۱۰۹۱۰	+۳۳۵۸۱۰	۳۵۱۳۴۳۵	+۳۰۲۵۲۵	۳۲۷۹۳۷۷	-۲۳۴۰۵۸	۳۸۸۷۰۷۰	+۶۰۷۶۹۳	۴۵۳۵۰۰۸	+۶۴۷۹۳۸	+۱۶۵۹۹۰۸
اجمیر میرواڑہ	۴۸۲۲۴۶	۴۲۶۱۲۷	-۵۶۱۱۹	۴۴۹۲۳۲	+۲۳۱۰۵	۴۴۶۸۴۲	-۲۳۹۰	۵۰۶۹۶۴	+۶۰۱۲۲	۵۸۲۶۹۳	+۷۶۷۲۹	+۱۰۱۴۴۷
بلوچستان	۰	۳۸۲۱۰۶	۰	۴۱۴۴۱۲	+۳۲۳۰۶	۴۲۰۶۴۸	+۶۲۳۶	۴۶۳۵۰۸	۴۲۸۶۰	۵۰۱۶۳۱	+۳۸۱۲۳	۰
دہلی	۳۷۳۱۳۶	۴۰۵۸۱۹	+۳۲۶۸۳	۴۱۳۸۵۱	+۸۰۳۲	۴۸۸۴۵۲	+۷۴۶۰۱	۶۳۶۲۴۶	+۱۴۷۷۹۴	۹۱۷۹۳۹	+۲۸۱۶۹۳	+۵۴۴۸۰۳
ریاست ہائے ہند	۶۶۴۷۵۶۳۲	۶۳۲۶۷۴۲۱	-۳۲۰۸۲۱۱	۷۱۴۰۸۷۲۶	+۸۱۴۱۳۰۵	۷۲۱۳۲۱۱۹	+۷۲۳۳۹۳	۸۱۳۶۱۳۳۶	+۹۲۲۹۲۱۷	۹۳۱۸۹۲۳۳	+۱۱۸۲۷۸۹۷	+۲۶۷۱۳۶۰۱
بڑودہ	۲۴۲۲۷۳۱	۱۹۵۸۴۴۵	-۴۶۴۲۸۶	۲۰۳۶۷۲۶	+۷۸۲۹۱	۲۱۳۱۷۵۵	+۹۵۰۱۹	۲۴۴۸۲۸۳	+۳۱۶۵۲۸	۲۸۵۵۰۱۰	+۴۰۶۷۲۷	+۴۳۲۲۷۹
کوچین	۷۲۲۹۰۶	۸۱۲۰۲۵	+۸۹۱۱۹	۹۱۸۱۱۰	+۱۰۶۰۸۵	۹۷۹۰۸۰	+۶۰۹۷۰	۱۲۰۵۰۱۶	+۲۲۵۹۳۶	۱۴۲۲۸۷۵	+۲۱۷۸۵۹	+۶۹۹۹۶۹
گوالیار	۰	۳۰۷۳۶۵۱	۰	۳۲۳۵۳۰۳	+۱۶۱۶۵۲	۳۱۹۳۱۷۶	±۴۲۱۲۷	۳۵۲۳۰۷۰	+۳۲۹۸۹۴	۴۰۰۶۱۵۹	+۴۸۳۰۸۹	۰
حیدرآباد	۱۱۵۳۷۰۴۰	۱۱۱۴۱۱۴۲	-۳۹۵۸۹۸	۱۳۳۷۴۶۷۶	+۲۲۳۳۵۳۴	۱۲۴۷۱۷۷۰	-۹۰۲۹۰۶	۱۴۴۳۶۱۴۸	+۱۹۶۴۳۷۸	۱۶۳۳۸۵۳۴	+۱۹۰۲۳۸۶	+۴۸۰۱۴۹۴
کشمیر	۲۵۴۳۹۵۲	۲۹۰۵۵۷۸	+۳۶۱۶۲۶	۳۱۵۸۱۲۶	+۲۵۲۵۴۸	۳۳۲۰۵۱۸	+۱۶۲۳۹۲	۳۶۴۶۲۴۳	+۳۲۵۷۲۵	۴۰۲۱۶۱۶	+۳۷۵۳۷۳	+۱۴۷۷۶۶۴
میسور	۴۹۴۳۶۰۴	۵۵۳۹۳۹۹	+۵۹۵۷۹۵	۵۸۰۶۱۹۳	+۲۶۶۷۹۴	۵۹۷۸۸۹۲	+۱۷۲۶۹۹	۶۵۵۷۳۰۲	+۵۷۸۴۱۰	۷۳۲۹۱۴۰	+۷۷۱۸۳۸	+۲۳۸۵۵۳۶
ٹراونکور	۲۵۵۷۷۳۶	۲۹۵۲۱۵۷	+۳۹۴۴۲۱	۳۴۲۸۹۷۵	+۴۷۶۸۱۸	۴۰۰۶۰۶۲	+۵۷۷۰۸۷	۵۰۹۵۹۷۳	+۱۰۸۹۹۱۱	۶۰۷۰۰۱۸	+۹۷۴۰۴۵	+۳۵۱۲۲۸۲

پچاس سال کے اندر بڑے بڑے شہروں کی آبادی میں کمی بیشی

(بیشی کا نشان + اور کمی کا - ہے)

نام شہر	آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں	سنہ ۱۹۰۱ء آبادی	سنہ ۱۹۰۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۱۱ء آبادی	سنہ ۱۹۱۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۲۱ء آبادی	سنہ ۱۹۲۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۳۱ء آبادی	سنہ ۱۹۳۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۴۱ء آبادی	سنہ ۱۹۴۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۴۱ء پچاس سال میں کمی یا بیشی
کلکتہ (بنگال)	۷۴۴۲۴۹	۹۲۱۳۸۰	۱۷۷۱۳۱+	۱۰۱۳۱۴۳	۹۱۷۶۳+	۱۰۲۶۳۶۰	۳۳۱۵۷+	۱۱۶۳۷۷۱	۱۱۷۴۷۱+	۲۱۶۸۸۹۱	۹۴۵۱۲۰+	۱۴۲۴۶۴۲+
بمبئی (بمبئی)	۸۲۱۷۶۴	۷۷۶۰۰۶	۴۵۷۵۸+	۹۷۹۴۴۵	۲۰۳۴۳۹+	۱۱۷۵۹۱۴	۱۹۶۴۶۹+	۱۱۶۱۳۸۳	۱۴۵۳۱-	۱۴۸۹۸۸۲	۳۲۸۵۰۰+	۶۶۸۱۱۹+
مدراس (مدراس)	۴۵۲۵۱۸	۵۰۹۳۴۶	۵۶۸۲۸+	۵۱۸۶۶۰	۹۳۱۴۰+	۵۲۶۹۱۱	۸۲۵۱+	۶۴۷۲۳۰	۱۲۰۳۱۹+	۷۷۷۴۸۱	۱۳۰۲۵۱+	۳۲۴۹۶۳+
حیدرآباد (دکن)	۴۱۵۰۳۹	۴۴۸۴۶۶	۳۳۴۲۷+	۵۰۰۶۲۳	۵۲۱۵۷+	۴۰۴۱۸۷	۹۶۴۳۶-	۴۶۶۸۹۴	۶۲۷۰۷+	۷۳۹۱۵۹	۲۷۲۲۶۵+	۳۲۴۱۲۰+
لاہور (پنجاب)	۱۷۶۸۵۴	۲۰۲۹۶۴	۲۶۱۱۰+	۲۲۸۶۸۷	۲۵۷۲۳+	۲۸۱۷۸۱	۵۳۰۹۴+	۴۲۹۷۴۷	۱۴۷۹۶۶+	۶۷۱۶۵۹	۲۴۱۹۱۲+	۴۹۴۸۰۵+
احمدآباد (بمبئی)	۱۴۴۴۵۱	۱۸۱۷۷۴	۳۷۳۲۶+	۲۱۴۰۰۰	۳۲۲۲۶+	۲۷۰۷۷۵	۵۶۷۷۵+	۳۱۰۰۰۰	۳۹۲۲۵+	۵۹۱۲۶۷	۲۸۱۲۶۷+	۴۴۶۸۱۶+
دہلی (دہلی)	۱۸۹۶۴۸	۲۰۶۵۳۴	۱۶۸۸۶+	۲۲۹۱۴۴	۲۲۶۱۰+	۲۴۸۲۵۹	۱۹۱۱۵+	۳۴۷۵۳۹	۹۹۲۸۰+	۵۲۱۸۴۹	۱۷۴۳۱۰+	۳۳۲۲۰۱+
کان پور (یوپی)	۱۹۴۰۴۸	۲۰۲۷۹۷	۸۷۴۹+	۱۷۸۵۵۷	۲۴۲۴۰-	۲۱۶۴۳۶	۳۷۸۷۹+	۲۴۳۷۵۵	۲۷۳۱۹+	۴۸۷۳۲۴	۲۴۳۵۶۹+	۲۹۳۲۷۶+
امرتسر (پنجاب)	۱۳۶۷۶۶	۱۶۲۴۲۹	۲۵۶۶۳+	۱۵۲۷۵۶	۹۶۷۳-	۱۶۰۲۱۸	۷۴۶۲+	۲۶۴۸۴۰	۱۰۴۶۲۲+	۳۹۱۰۱۰	۱۲۶۱۷۰+	۲۵۴۲۴۴+
لکھنؤ (یوپی)	۲۶۴۹۵۳	۲۵۶۲۳۹	۸۷۱۴+	۲۵۲۱۱۴	۴۱۲۵-	۲۴۰۵۶۶	۱۱۵۴۸-	۲۷۴۶۵۹	۳۴۰۹۳+	۳۸۷۱۷۷	۱۱۲۵۱۸+	۱۲۲۲۲۴+
ہوڑہ (بنگال)	۱۱۶۶۰۶	۱۵۷۵۹۴	۴۰۹۸۸+	۱۷۹۰۰۶	۲۱۴۱۲+	۱۹۵۳۰۱	۱۶۲۹۵+	۲۲۴۸۷۳	۲۹۵۷۲+	۳۷۹۲۹۲	۱۵۴۴۱۹+	۲۶۲۶۸۶+

مردم شماری سنہ ۱۹۴۱ء

												مردم شماری سنہ ۱۹۴۱ء
کراچی (سندھ)	۹۸۱۹۵	۱۰۸۶۴۴	۱۰۴۴۹+	۱۴۰۵۱۱	۳۱۸۶۷+	۲۰۱۶۹۱	۶۱۱۸۰+	۲۴۷۷۹۱	۴۶۱۰۰+	۳۵۹۴۹۲	۱۱۱۷۰۱+	۲۶۱۲۹۷+
ناگ پور (سی پی)	۱۱۷۰۱۴	۱۲۷۷۳۴	۱۰۷۲۰+	۱۰۱۴۱۵	۲۶۳۱۹+	۱۴۵۱۹۳	۴۳۷۷۸+	۲۱۵۱۶۵	۶۹۹۷۲+	۳۰۱۹۵۷	۸۶۷۹۲+	۱۸۴۹۴۳+
آگرہ (یوپی)	۱۶۸۶۶۲	۱۸۸۰۲۲	۱۹۳۶۰+	۱۸۵۴۴۹	۲۵۷۳+	۱۸۵۵۳۲	۸۳+	۲۲۹۷۶۴	۴۴۲۳۲+	۲۸۴۱۴۹	۵۴۳۸۵+	۱۱۵۴۸۷+
بنارس (")	۲۲۳۳۷۵	۲۱۳۰۷۹	۱۰۲۹۶-	۲۰۳۸۰۴	۹۲۷۵+	۱۹۸۴۴۷	۵۳۵۷+	۲۰۵۳۱۵	۶۸۶۸+	۲۶۳۱۰۰	۵۷۷۸۵+	۳۹۷۲۵+
الہ آباد (")	۱۷۵۲۴۶	۱۷۲۰۳۲	۳۲۱۴-	۱۷۱۶۹۷	۳۳۵+	۱۵۷۲۲۰	۱۴۴۷۷+	۱۸۳۹۱۴	۲۶۶۹۴+	۲۶۰۶۳۰	۷۶۷۱۶+	۸۵۳۸۴+
پونہ (بمبئی)	۱۲۶۲۹۶	۱۲۰۵۴۳	۵۷۵۳-	۱۲۶۶۳۰	۶۰۸۷+	۱۶۳۷۱۳	۳۷۰۸۳+	۱۹۸۰۷۸	۳۴۳۶۵+	۲۵۸۱۹۷	۶۰۱۱۹+	۱۳۱۹۰۱+
بنگلور (میسور)	۸۰۲۸۵	۶۹۴۴۷	۱۰۸۳۸-	۸۸۶۵۱	۱۹۲۰۴+	۱۱۸۵۵۶	۲۹۹۰۵+	۱۷۲۳۵۷	۵۳۸۰۱+	۲۴۸۳۳۴	۷۵۹۷۷+	۱۶۸۰۴۹+
مدورا (مدراس)	۸۷۴۲۸	۱۰۵۹۸۴	۱۸۵۵۶+	۱۳۴۱۳۰	۲۸۱۴۶+	۱۳۸۸۹۴	۴۷۶۴+	۱۸۲۰۱۸	۴۳۱۲۴+	۲۳۹۱۴۴	۵۷۱۲۶+	۱۵۱۷۱۶+
ڈھاکہ (بنگال)	۸۱۵۸۵	۸۹۷۳۳	۸۱۴۸+	۱۰۸۵۵۱	۱۸۸۱۸+	۱۱۹۴۵۰	۱۰۸۹۹+	۱۳۸۵۱۸	۱۹۰۶۸+	۲۱۳۲۱۸	۷۴۷۰۰+	۱۳۱۶۳۳+
شعلہ پور (بمبئی)	۶۱۹۱۵	۷۵۲۸۸	۱۳۳۷۳+	۶۱۳۴۵	۱۳۹۴۳+	۱۱۹۵۸۱	۵۸۲۳۶+	۱۴۴۶۵۴	۲۵۰۷۳+	۲۱۲۶۲۰	۶۷۹۶۶+	۱۵۷۰۵+
سری نگر (کشمیر)	۱۱۸۹۶۰	۱۲۲۶۱۸	۳۶۵۸+	۱۲۴۲۴۰	۱۶۲۲+	۱۳۹۵۲۰	۱۵۲۸۰+	۱۷۳۵۷۳	۳۵۰۴۳+	۲۰۷۷۸۷	۳۴۲۱۲+	۸۸۸۲۷+
اندور (وسطی ہند)	۹۲۳۲۹	۹۹۸۸۰	۷۵۵۱+	۵۷۲۸۵	۴۲۵۹۵+	۱۰۷۹۴۸	۵۰۶۶۳+	۱۴۷۱۰۰	۳۰۱۵۲+	۲۰۳۶۹۵	۵۶۵۹۵+	۱۱۱۳۶۶+
بریلی (یوپی)	۱۲۲۸۳۷	۱۳۳۱۶۷	۱۰۳۳۰+	۱۲۹۴۶۲	۳۷۰۵+	۱۲۹۴۶۲	۳+	۱۴۴۰۳۱	۱۴۵۷۲+	۱۹۲۶۸۸	۴۸۶۵۷+	۶۹۸۵۱+
لشکر (گوالیار)	۱۲۸۶۰۱	۱۳۸۵۷۵	۹۹۷۴+	۸۴۴۵۸	۵۴۱۱۷+	۱۱۳۶۸۴	۲۹۲۲۶+	۱۲۶۹۴۹	۱۳۲۶۵+	۱۸۲۴۹۴	۵۵۴۳+	۵۳۸۹۱+
راول پنڈی (پنجاب)	۷۳۷۹۵	۸۷۶۸۸	۱۳۸۹۵+	۸۶۴۸۳	۱۲۰۵+	۱۰۱۱۴۲	۱۴۶۵۹+	۱۱۹۲۸۴	۱۸۱۴۲+	۱۸۱۱۶۹	۶۱۸۸۵+	۱۰۷۳۷۴+
جبل پور (سی پی)	۸۴۶۸۲	۹۰۵۳۳	۵۸۵۱+	۱۰۰۶۵۱	۱۰۱۱۸+	۱۰۸۷۹۳	۸۱۴۲+	۱۲۴۳۸۲	۱۵۵۸۹+	۱۷۸۳۳۹	۵۳۹۵۷+	۹۳۶۵۷+

نام شہر	آبادی سنہ ۱۸۹۱ء میں	سنہ ۱۹۰۱ء آبادی	سنہ ۱۹۰۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۱۱ء آبادی	سنہ ۱۹۱۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۲۱ء آبادی	سنہ ۱۹۲۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۳۱ء آبادی	سنہ ۱۹۳۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۴۱ء آبادی	سنہ ۱۹۴۱ء دس سال میں کمی یا بیشی	سنہ ۱۹۴۱ء پچاس سال میں کمی یا بیشی
جے پور (راجپوتانہ)	۱۶۵۱۸۷	۱۶۶۵۶۷	+۱۳۸۰	۱۴۳۴۹۸	+۲۳۰۶۹	۱۲۶۶۰۷	−۱۶۸۹۱	۱۵۰۵۶۹	+۲۳۹۶۲	۱۷۵۸۱۰	+۲۵۲۴۱	+۱۰۶۲۳
پٹنہ (بہار)	۱۶۵۱۹۲	۱۳۴۷۸۵	−۳۰۴۰۷	۱۳۶۱۵۳	+۱۳۶۸	۱۱۰۵۲۳	−۲۵۶۳۰	۱۴۵۴۳۲	+۳۴۹۰۹	۱۷۵۷۰۶	+۳۰۲۷۴	+۱۰۵۱۴
سورت (بمبئی)	۱۰۸۶۹۷	۱۱۹۳۰۶	+۱۰۶۰۹	۱۱۴۸۶۸	+۴۴۳۸	۱۱۷۴۳۳	+۲۵۶۶	۹۸۹۳۶	−۱۸۴۹۸	۱۷۱۴۴۳	+۷۲۵۰۷	+۶۲۷۴۶
میرٹھ (یوپی)	۱۱۹۸۰۵	۱۱۸۵۳۹	−۱۲۶۶	۱۱۶۶۶۳	−۱۹۰۸	۱۲۲۶۰۹	+۵۹۶۸	۱۳۶۷۰۹	+۱۴۱۰۰	۱۶۹۲۹۰	+۳۲۵۸۱	+۴۹۴۸۵
ترچناپلی (مدراس)	۹۰۶۰۹	۱۰۴۷۲۱	+۱۴۱۱۲	۱۲۳۵۱۲	+۱۸۷۹۱	۱۲۰۴۲۲	−۳۰۹۰	۱۴۲۸۴۳	+۲۲۴۲۱	۱۵۹۵۶۶	+۱۶۷۲۳	+۶۸۵۹۶
بنگلور (میسور)	۱۰۰۰۸۱	۸۹۵۹۹	−۱۰۴۸۲	۱۰۰۸۳۴	+۱۱۲۳۵	۱۱۸۹۴۰	+۱۸۱۰۶	۱۳۴۱۱۳	+۱۵۱۷۳	۱۵۹۴۲۶	+۲۵۳۱۳	+۵۸۳۴۵
بڑودہ (بڑودہ)	۱۱۶۴۲۰	۱۰۳۷۹۰	+۱۲۶۳۰	۹۹۳۴۵	−۴۴۴۵	۹۴۷۱۲	−۴۶۳۳	۱۱۲۸۶۰	+۱۸۱۴۸	۱۵۳۳۰۱	+۴۰۴۴۱	+۳۶۸۸۱
میسور (میسور)	۷۴۰۴۸	۶۸۱۱۱	−۵۹۳۷	۷۱۳۰۶	+۳۱۹۵	۸۳۹۵۱	+۱۲۶۴۵	۱۰۷۱۴۲	+۲۳۱۹۱	۱۵۰۵۴۰	+۴۳۳۹۸	+۷۶۴۹۲
جمشید پور (بہار)	۰	۰	۰	۵۶۷۲	۰	۵۷۳۶۰	+۵۱۶۸۸	۸۳۷۳۸	+۲۶۳۷۸	۱۴۸۷۱۱	+۶۴۹۷۳	۰
اجمیر (اجمیر میرواڑہ)	۰	۰	۰	۸۶۲۲۲	۰	۱۱۳۵۱۲	+۲۷۲۹۰	۱۱۹۵۲۴	+۶۰۱۲	۱۴۷۲۵۸	+۲۷۷۳۴	۰
ملتان (پنجاب)	۷۴۵۶۲	۸۷۳۹۴	+۱۲۸۳۲	۹۹۲۴۳	+۱۱۸۴۹	۸۴۸۰۶	−۱۴۴۳۷	۱۱۹۴۵۷	+۳۴۶۵۱	۱۴۲۷۶۸	+۲۳۳۱۱	+۶۸۲۰۶
مراد آباد (یوپی)	۷۲۸۷۶	۷۵۰۸۲	+۲۲۰۶	۸۱۱۱۸	+۶۰۳۶	۸۲۶۷۱	+۱۵۵۳	۱۱۰۵۶۲	+۲۷۸۹۱	۱۴۲۴۱۴	+۳۱۸۵۲	+۶۹۵۳۸
سیالکوٹ (پنجاب)	۵۵۰۸۷	۵۷۹۵۶	+۲۸۶۹	۶۴۸۶۹	+۶۹۱۳	۷۰۶۱۹	+۵۷۵۰	۱۰۰۹۷۳	+۳۰۳۵۴	۱۳۸۳۴۸	+۳۷۳۷۵	+۸۳۲۶۱
جالندھر (پنجاب)	۶۶۲۰۲	۶۷۷۳۵	+۱۵۳۳	۶۹۳۱۸	+۱۵۸۳	۷۱۰۰۸	+۱۶۹۰	۸۹۰۳۰	+۱۸۰۲۲	۱۳۵۲۸۳	+۴۶۲۵۳	+۶۹۰۸۱

(مردم شماری سنہ ۱۹۴۱ء)

گولار معادنِ طلا (میسور)	۲۳۱۱	۷۰۸۷۴	+۴۶۷۶۳	۸۳۷۴۳	+۱۲۸۴۹	۸۷۶۸۲	+۳۹۳۹	۸۵۱۰۳	-۲۵۷۹	۱۳۳۸۵۹	+۴۸۷۵۶	+۱۰۹۷۴۸
پشاور (صوبہ سرحدی)	۶۳۰۷۹	۷۳۳۴۳	+۱۰۲۶۴	۷۴۰۶۲	+۷۱۹	۷۹۴۲۷	+۵۳۶۵	۸۷۴۴۰	+۸۰۱۳	۱۳۰۹۶۷	+۴۳۵۲۷	+۶۷۸۸۸
کوئمبٹور (مدراس)	۴۶۳۸۳	۵۳۰۸۰	+۶۶۹۷	۴۷۰۰۷	-۶۰۷۳	۶۵۷۸۸	+۱۸۷۸۱	۹۵۱۹۸	+۲۹۴۱۰	۱۳۰۳۴۸	+۳۵۱۵۰	+۸۳۹۶۵
سلیم (مدراس)	۶۷۷۱۰	۷۰۶۲۱	+۲۹۱۱	۵۹۱۵۳	-۱۱۴۶۸	۵۲۲۴۴	-۶۹۰۹	۱۰۲۱۷۹	+۴۹۹۳۵	۱۲۹۷۰۲	+۲۷۵۲۳	+۶۱۹۹۲
ٹراونڈرم (ٹراونکور)	۲۷۸۸۷	۵۷۸۸۲	+۲۹۹۹۵	۶۳۵۶۱	۵۶۷۹	۷۲۷۸۴	+۹۲۲۳	۹۶۰۱۶	+۲۳۲۳۲	۱۲۸۳۶۵	+۳۲۳۴۹	+۱۰۰۴۷۸
بیکانیر (راجپوتانہ)	۵۰۵۱۳	۵۳۰۷۵	+۲۵۶۲	۵۵۸۲۶	+۲۷۵۱	۶۹۴۱۰	+۱۳۵۸۴	۸۵۹۲۷	+۱۶۵۱۷	۱۲۷۲۲۶	+۴۱۲۹۹	+۷۶۷۱۳
حیدرآباد (سندھ)	۵۴۵۶۹	۶۴۷۹۰	+۱۰۲۲۱	۶۹۱۴۰	+۴۳۵۰	۷۳۹۵۱	+۴۸۱۱	۹۶۰۲۱	+۲۲۰۷۰	۱۲۷۵۲۱	+۳۱۵۰۰	+۷۲۹۵۲
جودھپور (راجپوتانہ)	۸۰۴۰۵	۷۹۱۰۹	+۱۲۹۶	۷۹۷۵۶	+۶۴۷	۷۳۴۸۰	-۶۲۷۶	۹۴۷۳۶	+۲۱۲۵۶	۱۲۶۸۴۲	+۳۲۱۰۶	+۴۶۴۳۷
کالی کٹ (مدراس)	۶۶۰۷۸	۷۶۹۸۱	+۱۰۹۰۳	۷۸۴۱۷	+۱۴۳۶	۸۲۳۳۴	+۳۹۱۷	۹۹۲۷۳	+۱۶۹۳۹	۱۲۶۳۵۲	+۲۷۰۷۹	+۶۰۲۷۴
بھٹ پارہ (بنگال)	۱۴۱۳۵	۲۱۵۴۰	+۷۴۰۵	۵۰۴۱۴	+۲۸۸۷۴	۶۵۶۰۹	+۱۵۱۹۵	۸۴۹۷۵	+۱۹۳۶۶	۱۱۷۰۴۴	+۳۲۰۶۹	+۱۰۲۹۰۹
علی گڑھ (یوپی)	۶۲۹۲۵	۷۲۰۸۴	+۹۱۵۹	۶۶۳۴۴	-۵۷۴۰	۶۶۹۶۳	+۶۱۹	۸۳۸۷۸	+۱۶۹۱۵	۱۱۲۶۵۵	+۲۸۷۷۷	+۴۹۷۳۰
لدھیانہ (پنجاب)	۴۶۳۳۴	۴۸۶۴۹	+۲۳۱۵	۴۴۱۷۰	-۴۴۷۹	۵۱۸۸۰	+۷۷۱۰	۶۸۵۸۶	+۱۶۷۰۶	۱۱۱۶۳۹	+۴۳۰۵۲	+۶۵۳۰۵
شاہجہانپور (یوپی)	۷۸۵۲۲	۷۶۴۵۸	+۲۰۶۴	۷۱۷۷۸	-۴۶۸۰	۷۲۶۱۶	+۸۳۸	۸۳۷۶۴	+۱۱۱۴۸	۱۱۰۱۶۳	+۲۶۳۹۹	+۳۱۶۴۱
سہارنپور (یوپی)	۶۳۱۹۴	۶۶۲۵۴	+۳۰۶۰	۶۲۸۵۰	-۳۴۰۴	۶۲۲۶۱	-۵۸۹	۷۸۶۵۵	+۱۶۳۹۴	۱۰۸۲۶۳	+۲۹۶۰۸	+۴۵۰۶۹
گیا (بہار)	۸۰۲۸۳	۷۱۲۸۸	+۹۰۹۵	۴۹۹۲۱	-۲۱۳۶۷	۶۷۵۶۲	+۱۷۶۴۱	۸۸۰۰۵	+۲۰۴۴۳	۱۰۵۲۲۳	+۱۷۲۱۸	+۲۴۸۴۰
جھانسی (یوپی)	۵۳۷۷۹	۵۵۷۲۴	+۱۹۴۵	۷۶۱۲۶	+۲۰۴۰۲	۷۴۸۶۱	-۱۲۰۵	۹۳۱۱۲	+۱۸۲۵۱	۱۰۳۲۵۴	+۱۸۲۵۱	+۴۹۴۷۵
بھاونگر (مغربی ہند)	۵۶۶۵۳	۵۶۴۴۲	+۱۲۱۱	۶۰۶۹۴	+۴۲۵۲	۵۹۳۹۲	-۱۳۰۲	۷۵۵۹۴	+۱۶۲۰۲	۱۰۲۸۵۱	+۲۷۲۵۷	+۴۵۱۹۸

۲۔ اقوام

۱۹۴۱ء کی رپوٹ مردم شماری میں ایک اور افسوس ناک خامی یہ ہی کہ اس میں آبادی کی تقسیم بہ اعتبارِ مذاہب نہیں بتائی گئی ہی اور مشرقی زندگی کا یہ ایک نہایت ہی اہم عنصر بہ لطائف الحیل نظرانداز کردیا گیا ہی تاہم ڈائرکٹر صاحب مردم شماری کی مخالفت کے باوجود خاص خاص مذاہب کے بارے میں اعداد رپوٹ میں شامل ہوگئے ہیں جس کی وجہ یہ ہی کہ شمار کنندوں کی مخصوص ہدایات کے باوجود عام طور پر لوگوں نے قومیت کا تخیّل مذہبی اعتبار سے کیا اور اسی طرح اپنا شمار درج کرایا۔ چناں چہ ہندو مسلمان عیسائی سکھ جین وغیرہ مذاہب کے ماننے والوں نے اپنی قومیت اپنے اپنے مذاہب کے نام سے لکھائی۔ لیکن ایک عجیب جدّت جناب ڈائرکٹر صاحب مردم شماری نے یہ کی ہی کہ ہندوؤں کی ذاتوں کی تقسیم میں برہمنوں کو "وغیرہ" کی ذیل میں شمار کیا ہی اور نیچ ذاتوں کو کچھ "فہرستی" (شڈولڈ) فرقوں میں اور کچھ برہمنوں کے ساتھ "وغیرہ" کے ضمن میں شامل کردیا ہی اس طرح ہندوؤں کی اونچ نیچ ذاتوں کی تقسیم اور برہمن چھتری ویش شوور کی الگ الگ تقسیم رپوٹ سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ جس سے صحیح معنوں میں ہندو کہلانے والوں کی تعداد جو چار ورنوں میں تقسیم ہی بالکل گم ہوگئی ہی اور نہ جانے کس طرح اعداد و شمار کا خلط مبحث کرکے اصل حقیقت کو روپوش کردیا گیا ہی۔ ہندو قومیت اور ہندو مذہب کا اطلاق دراصل صرف انھی فرقوں پر ہوسکتا ہی جو منوشاستر کی تعریف میں آتے ہیں۔ باقی فرقے خواہ وہ سیاسی وجوہ سے کچھ بھی کہیں ہندو نہیں

کہلا سکتے۔ بدقسمتی سے مُلک میں تعلیم کی افسوسناک کمی کی وجہ سے یہاں کی بیش تر آبادی اس قسم کے امتیازات نہیں کر سکتی اور سیاسی کارکنوں کی ریشہ دوانیوں کا بہ آسانی شکار ہو جاتی ہے۔ جو شمار کنندوں کو جو چاہتے ہیں ایسے لوگوں کی طرف سے لکھا دیتے ہیں جنھیں خود اس کا احساس نہیں ہے کہ مُلکی سیاسیات پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔

بہرحال رپوٹ میں جو اعداد بتائے گئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ کُل ہندُستان کی ۳۸۶۶۶۶۶۲۳ آبادی میں سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے بموجب پانچ کروڑ کے قریب "فہرستی" ذاتوں کے ہندو اور بیس کروڑ سے کچھ زیادہ دیگر ذاتوں کے ہندو، ۹۲۰۵۸۰۹۶ مسلمان، ۶۰۴۰۶۶۵ ہندُستانی عیسائی، ۱۴۰۴۲۲ اینگلو انڈین، ۱۳۵۴۶۲ دیگر عیسائی، ۵۶۹۱۴۴۷ سکھ، ۱۴۴۹۲۸۶ جینی، ۱۱۴۳۴۱ پارسی، ۲۳۲۰۰۳ بودھ، ۲۲۴۸۰ یہودی ۲۵۴۴۱۴۸۹ قبائلی اور ۴۰۹۸۷۷ دیگر اقوام کی تعداد تھی۔ صوبہ جاتِ اور ریاستی آبادی میں ان کی تقسیم حسبِ ذیل بتائی گئی ہے:۔

اقوام	صوبہ جاتِ ہند	ریاستیں
"فہرستی" یا پست اقوام	۳۹۹۲۰۸۰۷	۸۸۹۲۳۷۳
دیگر ہندو	۱۵۰۸۹۰۱۴۶	۵۵۲۲۷۱۸۰
مسلمان	۷۹۳۹۸۵۰۳	۱۲۶۵۹۵۹۳
ہنُدستانی عیسائی	۳۲۴۵۷۰۶	۲۷۹۴۹۵۹
اینگلو انڈین	۱۱۳۹۳۶	۲۶۴۸۳
دیگر عیسائی	۱۲۲۷۸۳	۱۲۶۷۴
سکھ	۴۱۶۵۰۹۷	۱۵۲۹۳۵۰

اقوام	صوبہ جات	ریاستیں
جینی	۵۷۸۳۷۲	۸۷۰۹۱۴
پارسی	۱۰۱۹۶۸	۱۲۹۲۲
بودھ	۱۶۷۴۱۳	۶۴۵۰۰۱
یہودی	۱۹۳۲۷	۳۱۵۳
قبائلی	۱۶۷۱۳۲۵۶	۸۷۲۸۲۳۳
دیگر	۲۷۱۴۰۳	۳۸۴۷۴

اقوامِ ہند کی آبادی میں ترقّی یا تنزّل کا رُجحان

سنہ ۱۹۰۱ء سے سنہ ۱۹۴۱ء تک کی چالیس سالہ مدّت میں مختلف اقوام کی آبادی کا جو رُجحان رہا ہے اس کی نسبت رپوٹ کی ایک جدول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کُل ہندستان کی آبادی میں ہندوؤں اور جینیوں کی تعداد بتدریج گھٹتی جاتی ہے اور عیسائی مسلمان اور سکھ اقوام کی تعداد بتدریج بڑھ رہی ہے چناں چہ رپوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی تعداد کُل ہندستان میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں فی دس ہزار آبادی ۷۰۳۴ تھی، اور سنہ ۱۹۴۱ء میں گھٹتے گھٹتے فی دس ہزار آبادی ۶۵۹۳ رہ گئی ۔ اسی طرح جینی جو سنہ ۱۹۰۱ء میں کُل ہندستان کے اندر فی دس ہزار آبادی ۴۵ تھے سنہ ۱۹۳۱ میں گھٹتے گھٹتے دس ہزار آبادی میں صرف ۳۷ رہ گئے ۔ اس کے برعکس مسلمان جو سنہ ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۲۱۲۲ تھے ۱۹۳۱ء میں بڑھتے بڑھتے فی دس ہزار آبادی ۲۳۸۱ ہوگئے اور عیسائی دس ہزار میں ۹۹ سے بڑھتے بڑھتے دس ہزار

میں ۱۲۳ ہو گئے اور سکھ ۷۵ سے ۱۴۷ قبائل کی آبادی جو ۱۹۰۱ء میں
فی دس ہزار آبادی ۲۹۲ تھی اور ۱۹۱۱ء میں تھوڑی سی بڑھ کر پھر گھٹنے لگی
تھی ۱۹۴۱ء میں دفعتہً بڑھ کر دس ہزار آبادی میں ۴۵۸ تک پہنچ گئی۔ اس
کے مقابلے میں "دیگر" کی مد میں تعداد ۱۹۰۱ء کے فی دس ہزار ۳۳۳ سے
گھٹ کر ۱۹۴۱ء میں صرف ۲۰ رہ گئی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے
قبائل جو پچھلی مردم شماریوں میں دیگر کی مد میں شامل رکھے جاتے تھے ۱۹۴۱ء
میں قبائل کی مد میں شمار کیے گئے اور بعض قبائل جو پہلے ہندوؤں میں شمار
ہوتے تھے اِس سال مزید تحقیقات کے بعد فہرستی ذاتوں ہی میں رکھے گئے۔

اقوامِ ہند کی آبادی میں ترقّی و تنزّل کا جو رُجحان کُل ہند کے اعداد و
شمار میں ظاہر ہوتا ہے قریب قریب وہی صوبہ جاتِ ہند کی مجموعی تعداد میں ہے۔
ریاستی ہند میں کچھ فرق ہے لیکن چالیس سالہ مجموعی نتائج میں پھر بھی فرق نہیں
ہے یعنی ہندوؤں کی آبادی ریاستی ہند میں ۱۹۰۱ء کے مقابلے میں ۱۹۱۱ء
میں کچھ بڑھی اور ۱۹۲۱ء میں گھٹی اور ۱۹۳۱ء میں پھر بڑھی مگر ۱۹۴۱ء میں
گھٹ کر ۱۹۰۱ء کے مُقابلے میں بہت کم رہ گئی۔ اسی طرح مسلمانوں کی
آبادی ریاستی ہند میں ۱۹۰۱ء میں جتنی تھی اُس سے ۱۹۱۱ء میں کچھ کم ہوگئی
مگر ۱۹۲۱ء و ۱۹۳۱ء و ۱۹۴۱ء میں برابر بڑھتی رہی یہاں تک آخرالذکر
سال کا تناسب ۱۹۰۱ء کے مقابلے میں زیادہ ہوگیا۔ عیسائی اور سکھ
صوبہ جاتِ ہند اور ریاستی ہند دونوں میں برابر بڑھتے رہے۔

مختلف خِطّوں میں الگ الگ اقوام کی تعداد کا آبادی میں تناسب دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ جاتِ ہند میں صرف بمبئی ایسا صوبہ ہے جہاں اس چالیس
سال کی مدّت میں ہندوؤں کی تعداد کے تناسب میں تھوڑا سا اضافہ ہوا

یعنی سنہ ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۷۶۵۱ ہندو تھے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں گھٹ کر ۷۵۸۵ رہ گئے اور پھر سنہ ۱۹۲۱ء اور سنہ ۱۹۳۱ء میں تھوڑا تھوڑا اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ سنہ ۱۹۴۱ء میں ہندوؤں کی تعداد دس ہزار آبادی میں ۷۹۴۰ ہو گئی لیکن اس کی وجہ اضافے کا رُجحان نہیں ہے بلکہ صوبۂ سندھ کی علاحدگی ہے جس کی وجہ سے باقی ماندہ صوبۂ بمبئی میں سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری سے ہندوؤں کا تناسب زیادہ ہو گیا۔ بمبئی کے علاوہ ہر صوبۂ ہند میں ہندوؤں کی تعداد میں تدریجی انحطاط ہوتا رہا چناںچہ مدراس میں سنہ ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار آبادی ہندوؤں کا تناسب ۸۹۱۴ تھا اور سنہ ۱۹۴۱ء میں گھٹتے گھٹتے ۸۶۷۴ رہ گیا۔ صوبہ بنگال میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۴۶۶۰ تھا اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۴۱۵۵ رہ گیا۔ صوبہ یوپی میں اس چالیس سالہ مدت میں ان کا تناسب ۸۵۳۲ سے گھٹ کر ۸۳۲۶ رہ گیا اور صوبہ پنجاب میں ۳۸۷۳ سے ۳۶۵۷، صوبہ بہار میں ۸۳۳۳ سے ۷۲۹۶، سی پی بہ شمول برار میں ۸۳۲۰ سے ۷۶۹۲، صوبہ آسام میں ۵۵۷۸ سے ۴۱۲۹، صوبہ سرحدی میں ۶۲۹ سے ۵۹۴ اور اجمیر میرواڑہ میں ۹۷۷۷ سے ۶۴۵۰۔

صوبہ دہلی کی تشکیل چوں کہ سنہ ۱۹۱۱ء کے بعد ہوئی اس لیئے اس کے اعداد صرف تین مردم شماریوں کے دیئے گئے ہیں اور اس میں بھی سنہ ۱۹۲۱ء میں ہندو فی دس ہزار آبادی ۶۴۱۷ تھے، سنہ ۱۹۳۱ء میں ۶۲۸۵، اور سنہ ۱۹۴۱ء میں صرف ۶۱۷۹ رہ گئے۔ ریاست ہائے ہند میں بھی صرف بڑودہ میں ہندوؤں کا تناسب اس چالیس سالہ مدت میں ۷۹۲۲ سے بڑھ کر ۸۹۸۵ ہو گیا۔ باقی ریاست کوچین میں ۶۸۲۶ سے گھٹ کر ۶۳۰۴ رہ گیا، میسور میں ۹۲۰۶ سے گھٹ کر ۹۱۲۳ رہ گیا، ٹراونکور میں ۶۸۹۵ سے گھٹ کر ۶۳[illegible] رہ گیا،

اور حیدر آباد میں ۸۸۶۰ سے ۸۱ء۷ - گوالیار کے اعداد صرف تین مردم شماریوں کے دیے گئے ہیں اور وہاں بھی ۱۹۲۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۸۸۰۷ ہندو تھے اور ۱۹۴۱ء میں ۸۶۴۵ رہ گئے۔ کشمیر کی مردم شماری صرف ۱۹۴۱ء کی دی گئی ہے اس لیے وہاں کے رُجحان کا پتا نہیں چلتا۔

مسلمانوں کی تعداد کا تناسب صوبہ سرحدی، سندھ اور بلوچستان میں انحطاط پذیر ہے اور باقی صوبہ جاتِ ہند میں رُو بہ ترقی۔ صوبہ بمبئی میں جس وقت کہ سندھ کا صوبہ الگ نہیں ہوا تھا ۱۹۰۱ء میں ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۲۰۲۶ تھا اور ۱۹۱۱ء میں ۲۰۴۶ - سندھ کے علاحدہ ہونے کے بعد ۱۹۳۱ء میں مابقی صوبہ بمبئی کے اندر ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی صرف ۸۸۸ رہ گیا لیکن ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں بڑھ کر ۹۲۱ ہوگیا۔ دُوسری طرف سندھ میں ۱۹۳۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۷۲۸۳ مسلمان تھے اور ۱۹۴۱ء میں ۷۰۷۵ رہ گئے۔ صوبہ بنگال میں مسلمانوں کے تناسب کی تعداد ۱۹۰۱ء اور ۱۹۴۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۵۱۵۸ و ۵۴۷۳ تھی اور صوبہ یوپی میں ۱۴۱۱ و ۱۵۳۰، صوبہ پنجاب میں ۵۳۲۵ و ۵۷۰۷، صوبہ بہار میں ۱۰۶۱ و ۱۲۹۸، صوبہ سی پی بہ شمول برار میں ۴۲۱ و ۴۶۶، صوبہ آسام میں ۲۶۸۹ و ۳۳۷۳، اجمیر میرواڑہ میں ۱۵۱۰ و ۱۵۴۰ - صوبہ دہلی ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے بعد علاحدہ صوبہ بنا اس لیے اس کی تین مردم شماریوں میں مسلمانوں کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۲۹۰۴ و ۳۲۵۳ و ۳۳۲۲ تھا۔

ریاست ہائے ہند میں سے بڑودہ میں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب اس چالیس سالہ مدت میں گھٹ گیا یعنی ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۸۴۵ مسلمان تھے اور ۱۹۴۱ء میں ۷۸۳ رہ گئے دُوسری ریاستوں میں تدریجی اضافہ

ہوا ہے چناں چہ سنہ ۱۹۰۱ء و سنہ ۱۹۴۱ء کے اعداد فی دس ہزار آبادی ریاست کوچین میں ۶۷۱ و ۷۶۷، حیدرآباد میں ۱۰۳۷ و ۱۲۸۴، میسور میں ۵۲۳ و ۶۶۲، ٹراونکور میں ۶۴۶ و ۷۱۵ ہیں۔ ریاست گوالیار کی صرف تین مردم شماریوں کے اعداد دیے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۵۵۵ مسلمان تھے، سنہ ۱۹۳۱ء میں ۵۸۰ اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۶۰۱ ہو گئے۔

عیسائیوں کا تناسب صوبہ جاتِ ہند میں سب سے زیادہ مدراس کی آبادی میں اور ریاستوں میں سب سے زیادہ ٹراونکور میں ہے۔ اور ان کی تعداد صوبہ جات بہار و آسام میں اس چالیس سالہ مدت میں گھٹ گئی مگر باقی علاقوں میں برابر بڑھتی رہی چناں چہ سنہ ۱۹۰۱ء و سنہ ۱۹۴۱ء کے اعداد فی دس ہزار آبادی صوبہ بمبئی میں ۱۱۲ و ۱۸۰، بنگال میں ۲۵ و ۲۸، یوپی میں ۲۲ و ۲۹، پنجاب میں ۳۳ و ۱۷۶، سی پی بہ شمول برار میں ۲۳ و ۳۵، صوبہ سرحدی میں ۲۵ و ۳۶، اجمیر میرواڑہ میں ۷۸ و ۹۹، بلوچستان میں ۱۱۶ و ۱۲۰ ہے۔ بہار میں سنہ ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۵۱ عیسائی تھے اور سنہ ۱۹۴۱ء میں صرف ۱۰ رہ گئے۔ آسام میں اس چالیس سالہ مدت کے اندر ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۶۱ سے گھٹ کر ۴۰ رہ گیا۔ ریاست کوچین میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے بموجب فی دس ہزار آبادی ۲۴۴۱ عیسائی تھے اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۲۸۷۹ ہو گئے۔ بڑودہ کے اعداد سنہ ۱۹۰۱ء و سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے فی دس ہزار آبادی ۳۹ و ۳۳، حیدرآباد کے ۲۱ و ۱۳، میسور کے ۹۰ و ۱۵۴، ٹراونکور کے ۲۳۶۲ و ۳۲۲۹ ہیں۔

سکھوں کا تناسب سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ صوبہ جات پنجاب و یوپی میں بڑھا یعنی یوپی میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں فی دس ہزار آبادی

صرف ۳ سکھ تھے اور سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری تک اُن کی تعداد ۱۰ ہوگئی تھی مگر سنہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے بہ موجب فی دس ہزار آبادی ۳۴ سکھ یوپی میں تھے۔ پنجاب میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے بہ موجب دس ہزار آبادی میں ۷۴۶ سکھ تھے اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۱۳۲۲ ہو گئے۔ صوبہ مدراس میں سکھوں کی تعداد اتنی قلیل ہے کہ دس ہزار آبادی میں ایک کا بھی تناسب نہیں آتا۔ بمبئی میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں فی دس ہزار آبادی ایک سکھ تھا اور سنہ ۱۹۳۱ء میں ان کا تناسب ۱۱ تک پہنچ گیا مگر سنہ ۱۹۴۱ء میں پھر گھٹ کر فی دس ہزار آبادی صرف ۴ رہ گیا۔ بنگال میں سنہ ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار آبادی سکھوں کا تناسب ایک بھی نہ تھا سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک ہوا سنہ ۱۹۲۱ء میں پھر ایک سے بھی گھٹ گیا مگر سنہ ۱۹۳۱ء میں دو اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۳ ہوگیا۔ بہار میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ان کا تناسب ایک بھی نہ تھا سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک ہوا اور سنہ ۱۹۴۱ء میں بڑھتے بڑھتے فی دس ہزار آبادی ۴ تک پہنچ گیا۔ سی پی و برار میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ۲ سے بڑھ کر سنہ ۱۹۴۱ء میں ۹ ہوگیا اور صوبہ آسام میں ایک سے بڑھ کر ۴ تک پہنچا۔ صوبہ سرحدی میں ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۱۲۵ تھا اور سنہ ۱۹۱۱ء میں ۱۳۸ ہوکر سنہ ۱۹۲۱ء میں پھر ۱۲۵ ہوگیا اور اس کے بعد پھر بڑھتا گیا یہاں تک کہ سنہ ۱۹۴۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۱۹۱ سکھ تھے۔ صوبہ سندھ کی دو مردم شماریوں میں سکھوں کا تناسب سنہ ۱۹۳۱ء میں فی دس ہزار آبادی ۷۴ تھا اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۶۸ ہوگیا۔ اجمیر میرواڑہ میں سکھ اس چالیس سالہ مدت میں فی دس ہزار آبادی ۶ سے بڑھ کر ۱۵ ہوگئے اور صوبہ بلوچستان میں ۸۵ سے بڑھ کر ۲۲۸ ہوگئے۔ دہلی کی تین مردم شماریوں میں سنہ ۱۹۲۱ء سے لے کر سنہ ۱۹۴۱ء تک ان کا تناسب فی

دس ہزار آبادی ۵۷ سے بڑھ کر ۱۱۶ تک پہنچ گیا۔ ریاست ہائے ہند میں سے کوچین میں ان کی تعداد دس ہزار آبادی میں ایک بھی نہیں ہو مگر گوالیار کی تین مردم شماریوں میں فی دس ہزار آبادی ۲ سے بڑھ کر ۶ ہو گئے۔ حیدرآباد میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۴ تھا اور سنہ ۱۹۴۱ء میں ۳ رہ گیا۔ میسور اور ٹراونکور میں صفر ہو۔

جینیوں کی تعداد اگر کہیں رؤبہ ترقّی ہو تو وہ ریاست ہائے میسور و گوالیار و کوچین میں جہاں اس چالیس سالہ مدّت میں ان کا تناسب علی الترتیب فی دس ہزار آبادی ۲۵ سے بڑھ کر ۴۵، اور ۱۲۲ سے ۱۳۱، اور ۲ سے ۶ ہوگیا۔ صوبہ جاتِ ہند میں اجمیر میرواڑہ جہاں ان کا تناسب قابلِ لحاظ ہو ان کی آبادی گھٹ رہی ہو اور اس چالیس سالہ مدّت میں فی دس ہزار آبادی ۴۱۸ سے گھٹ کر ۳۲۳ رہ گئی۔ صوبہ آسام میں اس چالیس سالہ مدّت میں ان کا تناسب فی دس ہزار آبادی ۳ سے بڑھ کر ۷ ہوگیا اور سی پی بہ شمول برار میں ۵۶ سے گھٹ کر ۵۰، پنجاب میں ۲۱ سے گھٹ کر ۱۳، اور مدراس میں ۷ سے گھٹ کر ۶ رہ گیا۔ صوبہ بمبئی میں ان کا تناسب ۱۲۳ سے بڑھ کر ۱۲۷ ہوا اور سندھ کی دو مردم شماریوں میں ۴۷ سے بڑھ کر ۶۸ ہوا۔

قبائل کے شمار میں اس قدر بے ترتیبی نظر آتی ہو کہ ان سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً صوبہ بلوچستان میں سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں فی دس ہزار آبادی ان کا تناسب ۱۸۳ دکھایا گیا اور دس سال بعد سنہ ۱۹۱۱ء میں ۱۰۹۶ دکھایا گیا اور عجیب بات یہ ہو کہ سنہ ۱۹۳۱ء میں ان کا تناسب صفر ہو جاتا ہو مگر سنہ ۱۹۴۱ء میں ۱۱۶۹ تک پہنچ جاتا ہو۔ اسی طرح بمبئی میں ان کا تناسب سنہ ۱۹۰۱ء اور سنہ ۱۹۳۱ء کے درمیان تو ۳۸ سے ۷۲

تک پہنچتا اور ۱۹۴۱ء میں ایک دم ۷۷۵ ہو جاتا ہے۔ اجمیر میرواڑہ میں
ان کا تناسب ۱۹۱۱ء میں ۷۹، ۱۹۲۱ء میں ۹۶، ۱۹۳۱ء میں ۲۷ دکھایا
گیا مگر ۱۹۴۱ء میں ۱۵۶۷ ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یا تو ان کی خانہ بدوشی ہے اور
یا شمار کنندوں کی بے پروائی اور پریشاں خیالی ہے۔ چوں کہ اس اشتباہ کی وجہ
سے صحیح نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا اس لیے اس کی مزید تفصیل بے نتیجہ ہوگی۔
تاہم آیندہ صفحات میں قومیتوں کی تقسیم کے متعلق مردم شماری کی جدولوں
کا جو خلاصہ دیا گیا ہے اُس سے اعداد کا پتا چل جائے گا اور مختلف اقوام
کا تناسب صوبہ جات و ریاست ہاے ہند میں معلوم ہو جائے گا۔

ہندستان کے مختلف صوبوں اور ریاستی علاقوں میں اقوام کی بہ حساب
آبادی تقسیم ایک جدول میں دکھائی گئی ہے اور گزشتہ چالیس سال کے اندراج میں جو
کمی بیشی ہوئی ہے اُس کے اعداد دیے گئے ہیں۔ اس جدول میں ہندوؤں اور عیسائیوں
کی مختلف قسموں کو یک جا کر دیا گیا ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ فی دس ہزار آبادی میں ہر
قوم کے افراد کی اوسط کیا ہے۔ یہ جدول بہت مفید ہے اور اس میں غالباً بلا ارادہ مذہبی
تقسیم کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اس لیے اس کا خلاصہ مختلف صوبوں اور خاص
خاص ریاستوں کے بارے میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

صوبہ مدراس ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۸۹۱۴	۸۸۸۹	۸۸۶۴	۸۸۳۱	۸۶۷۴
مسلمان	۶۴۳	۶۶۲	۶۷۱	۷۰۷	۷۹۰
عیسائی	۱۱۲	۱۱۹	۱۳۷	۱۶۷	۱۸۰
جینی	۷	۷	۶	۷	۶
سکھ		۰	۰	۰	۰
قبائل	۱۶۸	۱۵۴	۱۳۷	۷۵	۱۱۴
دیگر	۰	۰	۰	۰	۱

صوبہ بمبئی - تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۷۶۵۱	۷۵۸۵	۷۶۵۷	۸۷۰۹	۷۹۴۰
مسلمان	۲۰۲۶	۲۰۴۶	۱۹۷۴	۸۸۸	۹۲۱
عیسائی	۱۱۲	۱۱۹	۱۳۷	۱۶۷	۱۸۰
جینی	۱۲۳	۱۰۸	۱۱۱	۱۱۱	۱۲۷
سکھ	۱	۶	۴	۱۱	۴
قبائل	۳۸	۸۷	۶۴	۷۲	۷۷۵
دیگر	۴۹	۴۹	۵۳	۵۶	۵۳

صوبہ بنگال - تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۴۶۶۰	۴۴۸۰	۴۳۲۷	۴۳۰۴	۴۱۵۵
مسلمان	۵۱۵۸	۵۲۷۴	۵۳۹۹	۵۴۸۷	۵۴۷۳
عیسائی	۲۵	۲۹	۳۱	۳۶	۲۸
جینی	۱	۱	۳	۲	۲
سکھ	۰	۱	۰	۲	۳
قبائل	۱۰۵	۱۶۱	۱۸۱	۱۰۵	۳۱۳
[illegible]	۵۱	۵۴	۵۹	۶۴	۲۶

صوبہ یوپی - تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۸۵۳۲	۸۵۰۴	۸۴۶۴	۸۴۵۰	۸۳۲۶
مسلمان	۱۴۱۱	۱۴۱۱	۱۴۲۸	۱۴۸۴	۱۵۳۰
عیسائی	۲۲	۳۸	۴۴	۴۲	۲۹
جینی	۱۸	۱۶	۱۵	۱۴	۱۹
سکھ	۳	۳	۳	۱۰	۴۳
قبائل	۰	۰	۰	۰	۵۳
دیگر	۱۴	۲۸	۴۶	۰	۱

صوبہ پنجاب - تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۳۸۷۳	۳۲۹۷	۳۰۸۴	۲۶۸۴	۲۶۵۷
مسلمان	۵۳۲۵	۵۴۸۵	۵۵۳۳	۵۶۵۵	۵۷۰۷
عیسائی	۳۳	۹۹	۱۵۹	۱۷۶	۱۷۶
جینی	۲۱	۲۰	۱۷	۱۵	۱۳
سکھ	۷۴۶	۱۰۴۸	۱۱۰۹	۱۲۹۹	۱۳۲۲
قبائل	۰	۰	۰	۰	۰۰
دیگر	۲	۵۱	۹۸	۱۷۱	۱۲۳

صوبہ بہار۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۸۳۳۳	۸۲۲۳	۸۲۸۲	۸۲۳۱	۷۲۹۶
مُسلمان	۱۰۶۱	۱۰۶۳	۱۰۸۵	۱۱۳۲	۱۲۹۸
عیسائی	۵۱	۶۷	۷۶	۹۱	۱۰
جینی	۱	۱	۱	۱	۱
سِکھ	۰	۱	۱	۱	۱
قبائل	۵۵۴	۶۴۴	۵۵۳	۵۴۴	۱۳۹۱
دیگر	۰	۱	۲	۰	۰

صوبہ سی پی و برار۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۸۳۲۰	۸۲۶۱	۸۳۵۳	۸۶۰۱	۷۶۹۲
مسلمان	۴۲۱	۴۰۶	۴۰۵	۴۴۰	۴۶۶
عیسائی	۲۳	۲۵	۳۰	۳۳	۳۵
جینی	۵۶	۵۰	۴۹	۵۰	۵۰
سِکھ	۲	۲	۱	۳	۹
قبائل	۱۱۷۶	۱۳۵۴	۱۱۶۰	۸۷۲	۱۷۴۷
دیگر	۰	۰	۰	۰	۰

صوبہ آسام ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۵۵۷۸	۵۴۱۸	۵۴۳۳	۵۷۲۰	۴۱۲۹
مسلمان	۲۶۸۹	۲۸۱۰	۲۸۹۶	۳۱۹۶	۳۳۷۳
عیسائی	۶۱	۹۹	۱۶۸	۲۳۵	۴۰
جینی	۳	۳	۵	۳	۷
سکھ	۱	۱	۱	۳	۳
قبائل	۱۶۵۲	۱۶۵۲	۱۴۷۹	۸۲۵	۲۴۳۵
دیگر	۱۶	۱۷	۱۸	۱۸	۱۳

صوبہ سرحدی ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۶۲۹	۵۴۶	۶۶۶	۵۹۰	۵۹۴
مسلمان	۹۲۲۱	۹۲۸۶	۹۱۶۲	۹۱۸۴	۹۱۷۹
عیسائی	۲۵	۳۰	۴۷	۵۱	۳۶
جینی	۰	۰	۰	۰	۰
سکھ	۱۲۵	۱۳۸	۱۲۵	۱۷۵	۱۹۱
قبائل	۰	۰	۰	۰	۰
دیگر	۰	۰	۰	۰	۰

صوبہ اُڑیسہ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۰	۰	۰	۰	۷۸۲۸
مسلمان	۰	۰	۰	۰	۱۶۸
عیسائی	۰	۰	۰	۰	۳۲
جینی	۰	۰	۰	۰	۰
سکھ	۰	۰	۰	۰	۰
قبائل	۰	۰	۰	۰	۱۹۷۲
دیگر	۰	۰	۰	۰	۰

صوبہ سندھ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۰	۰	۰	۲۶۱۳	۲۷۱۲
مسلمان	۰	۰	۰	۷۲۸۳	۷۰۷۵
عیسائی	۰	۰	۰	۳۹	۴۵
جینی	۰	۰	۰	۳	۸
سکھ	۰	۰	۰	۴۷	۶۸
قبائل	۰	۰	۰	۱	۸۱
دیگر	۰	۰	۰	۱۵	۱۱

صوبہ اجمیر میرواڑہ ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندؤ	۹۷۷۷	۷۷۵۰	۷۳۲۶	۷۷۵۵	۶۴۵۰
مُسلمان	۱۵۱۰	۱۶۱۶	۲۰۵۵	۱۷۳۴	۱۵۴۰
عیسائی	۷۸	۱۰۸	۱۱۲	۱۲۴	۹۹
جینی	۴۱۸	۴۰۵	۳۷۲	۳۴۸	۳۲۳
سِکھ	۶	۱۸	۴	۶	۱۵
قبائل	۰	۷۹	۹۶	۲۷	۱۵۶۷
دیگر	۱۱	۲۴	۳۵	۶	۶

صوبہ بلوچستان ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندؤ	۶۴۳	۶۲۲	۸۶۹	۸۹۴	۸۸۹
مُسلمان	۹۱۵۰	۹۱۰۶	۸۷۳۱	۸۷۴۴	۸۷۵۰
عیسائی	۱۱۶	۱۲۱	۱۵۹	۱۷۴	۱۲۰
جینی	۰	۰	۰	۱	۰
سِکھ	۸۵	۱۲۸	۱۸۳	۱۸۱	۲۳۸
قبائل	۱۸۳	۱۰۹۹	۱۲۶۵	۰	۱۱۶۹
دیگر	۲	۲	۱	۲	۳

صوبہ دہلی ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۰	۰	۶۴۱۷	۶۲۸۵	۶۱۷۹
مسلمان	۰	۰	۲۹۰۴	۳۲۵۳	۳۳۲۲
عیسائی	۰	۰	۲۷۳	۲۶۷	۱۹۱
جینی	۰	۰	۹۶	۸۴	۱۲۴
سکھ	۰	۰	۵۷	۱۰۱	۱۷۶
قبائل	۰	۰	۰	۰	۰
دیگر	۰	۰	۲۵۳	۱۰	۸

ریاست بڑودہ ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۷۹۲۲	۸۳۴۹	۸۱۹۳	۸۸۰۹	۸۹۸۵
مسلمان	۸۴۵	۷۹۱	۷۶۳	۷۴۸	۷۸۳
عیسائی	۳۹	۳۵	۳۵	۳۰	۳۳
جینی	۲۴۷	۲۱۴	۲۰۳	۱۹۸	۱۶۴
سکھ	۰	۱	۰	۲	۲
قبائل	۹۰۳	۵۶۸	۷۶۷	۱۸۴	۱۳۰۷
دیگر	۴۴	۴۲	۳۹	۲۹	۲۵

ریاست کوچین۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۶۸۲۶	۶۷۰۶	۶۵۹۹	۶۴۷۷	۶۳۰۴
مُسلمان	۶۷۱	۶۹۵	۷۰۲	۷۲۹	۷۶۷
عیسائی	۲۴۴۱	۲۵۳۹	۲۶۸۲	۲۷۷۹	۲۸۷۹
جینی	۰	۱	۱	۲	۳
سِکھ	۰	۰	۰	۰	۰
قبائل	۴۸	۴۶	۴	۰	۳۱
دیگر	۱۴	۱۳	۱۲	۱۳	۱۱

ریاست گوالیار تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۰	۰	۸۸۰۷	۹۲۸۶	۸۶۴۵
مسلمان	۰	۰	۵۵۵	۵۸۰	۶۰۱
عیسائی	۰	۰	۵	۳	۴
جینی	۰	۰	۱۲۳	۱۲۸	۱۳۱
سِکھ	۰	۰	۲	۲	۶
قبائل	۰	۰	۵۰۷	۰	۶۱۲
دیگر	۰	۰	۲	۱	۱

ریاست حیدرآباد۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱	سنہ ۱۹۱۱	سنہ ۱۹۲۱	سنہ ۱۹۳۱	سنہ ۱۹۴۱
ہندو	۸۸۶۰	۸۶۹۳	۸۵۴۵	۸۴۳۵	۸۱۴۷
مُسلمان	۱۰۳۷	۱۰۳۲	۱۰۴۱	۱۰۶۳	۱۲۸۴
عیسائی	۲۱	۴۱	۵۰	۱۰۵	۱۳۵
جینی	۱۸	۱۶	۱۵	۱۵	۱۵
سِکھ	۴	۳	۲	۴	۳
قبائل	۵۹	۲۱۴	۳۴۵	۳۷۷	۴۱۵
دیگر	۱	۱	۲	۱	۱

ریاست کشمیر۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

ہندو	۰	۰	۰	۰	۲۰۴۷
مُسلمان	۰	۰	۰	۰	۷۶۶۷
عیسائی	۰	۰	۰	۰	۹
جینی	۰	۰	۰	۰	۲
سِکھ	۰	۰	۰	۰	۳
قبائل	۰	۰	۰	۰	۳
دیگر	۱۲۲	۱۱۹	۱۸۳	۱۰۶	۱۰۲

ریاست میسور۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۹۲۰۶	۹۱۹۹	۹۱۶۸	۹۱۷۴	۹۱۲۳
مُسلمان	۵۲۳	۵۴۲	۵۷۰	۶۰۸	۶۶۲
عیسائی	۹۰	۱۰۳	۱۱۹	۱۳۳	۱۵۴
جینی	۲۵	۳۰	۳۵	۴۵	۴۵
سِکھ	۰	۰	۰	۰	۰
قبائل	۰	۰	۰	۰	۰
دیگر	۱۵۶	۱۲۶	۱۰۸	۳۹	۱۶

ریاست ٹراونکور۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۶۸۹۵	۶۶۵۷	۶۳۶۵	۶۱۵۲	۵۸۳۶
مُسلمان	۶۴۶	۶۶۱	۶۷۵	۶۹۳	۷۱۵
عیسائی	۲۳۶۲	۲۶۳۶	۲۹۲۸	۳۱۴۹	۳۲۲۹
جینی	۰	۰	۰	۰	۰
سِکھ	۰	۰	۰	۰	۰
قبائل	۹۵	۴۶	۳	۶	۲۱۹
دیگر	۲	۰	۱	۰	۱

کُل صوبہ جات ہند - تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۶۸۳۵	۶۶۸۸	۶۵۸۹	۶۵۴۸	۶۴۵۰
مُسلمان	۲۳۲۴	۲۳۵۱	۲۴۰۷	۲۴۶۹	۲۶۸۴
عیسائی	۸۲	۱۰۲	۱۲۳	۱۴۲	۱۱۹
جینی	۲۱	۱۹	۱۸	۱۷	۱۹
سِکھ	۶۸	۸۹	۹۶	۱۱۸	۱۴۱
قبائل	۲۵۰	۳۰۱	۲۸۰	۲۱۳	۵۶۵
دیگر	۴۲۰	۴۵۰	۴۸۷	۴۹۳	۲۲

کُل ریاستی ہند - تناسب فی دس ہزار آبادی

	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء	۱۹۳۱ء	۱۹۴۱ء
ہندو	۷۷۶۹	۷۷۷۸	۷۷۴۲	۷۷۴۱	۷۰۵۷
مُسلمان	۱۳۷۶	۱۳۳۱	۱۳۴۳	۱۳۴۷	۱۳۹۳
عیسائی	۱۶۲	۲۰۰	۲۵۰	۳۰۷	۳۱۲
جینی	۱۳۶	۱۱۴	۱۰۴	۱۰۱	۹۶
سِکھ	۹۹	۱۳۲	۱۳۶	۱۴۱	۱۳۸
قبائل	۴۴۵	۴۲۵	۴۱۵	۳۱۶	۹۶۱
دیگر	۱۳	۲۰	۲۰	۱۷	۱۳

کُل ہندوستان ۔ تناسب فی دس ہزار آبادی

	سنہ ۱۹۰۱ء	سنہ ۱۹۱۱ء	سنہ ۱۹۲۱ء	سنہ ۱۹۳۱ء	سنہ ۱۹۴۱ء
ہندو	۷۰۳۴	۶۹۳۱	۶۸۴۱	۶۸۲۴	۶۵۹۳
مسلمان	۲۱۲۲	۲۱۲۶	۲۱۷۴	۲۲۱۶	۲۳۸۱
عیسائی	۹۹	۱۲۴	۱۵۰	۱۷۹	۱۶۳
جینی	۴۵	۴۰	۳۷	۳۶	۳۷
سکھ	۷۵	۹۶	۱۰۳	۱۲۴	۱۴۷
قبائل	۲۹۲	۳۲۸	۳۰۹	۲۳۶	۶۵۸
دیگر	۳۳۳	۳۵۳	۳۸۶	۳۸۵	۲۰

مختلف اقوام کی تعداد

۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں مختلف صوبہ جاتِ ہند اور خاص خاص ریاستوں میں مختلف اقوام کی جو تعداد تھی وہ ذیل کی جدول میں ظاہر کی جاتی ہے جس میں ہندوؤں کی دو اور عیسائیوں کی تین قسموں کو ملا کر دکھایا گیا ہے :-

نام صوبہ یا ریاست	ہندو	مسلمان	عیسائی	سکھ	جینی	پارسی	بودھ	یہودی	قبائل	دیگر
مدراس	۴۲۷۵۹۸۲۲	۳۸۹۶۴۵۲	۲۰۴۷۲۷۸	۴۱۸	۳۰۱۳۶۰	۳۶۹	۱۰۷۲	۱۹۱	۵۶۲۰۲۹	۴۰۴۳
بمبئی	۱۶۵۵۵۳۹۰	۱۹۲۰۳۶۸	۳۷۵۴۸۶	۸۰۱۱	۲۶۶۲۳۱	۸۶۲۷۰	۱۴۳۳	۱۴۴۷۱	۱۶۱۴۲۹۸	۷۸۸۲
بنگال	۲۵۰۵۹۰۲۴	۳۳۰۰۵۴۳۴	۱۶۶۵۰۹	۱۶۲۸۱	۱۱۱۲۶	۲۵۱۹	۱۴۶۵۶۰	۲۶۷۸	۱۸۸۹۳۸۹	۶۹۰۵
یوپی	۴۵۸۱۱۶۶۹	۸۴۱۶۳۰۸	۱۵۹۸۴۱	۳۳۴۴۵	۱۰۲۶۸	۱۳۷۵	۵۴۷۸	۸۰	۲۸۹۴۲۲	۱۲۳۱
پنجاب	۷۵۵۰۳۷۲	۱۴۲۱۷۲۴۲	۵۰۴۹۴۱	۳۷۵۷۴۰۱	۳۸۲۳۳	۴۳۲۷	۲۴۷	۲۷	۰	۳۴۶۰۲۹
بہار	۲۲۸۹۷۰۵۳	۴۷۱۶۳۱۴	۳۴۶۴۸	۱۳۲۱۳	۴۶۰۳	۵۴۷	۴۸۴	۱۹۷	۵۰۵۵۶۴۷	۰
سی پی	۹۹۶۷۱۰۳	۴۴۸۵۲۸	۵۱۷۴۶	۱۲۷۶۶	۶۲۵۴۶	۱۷۳۰	۶۳	۲۷۶	۲۶۶۳۹۵۹	۰
برار	۲۹۶۴۸۹۲	۳۳۵۱۶۹	۶۸۲۳	۲۲۳۰	۲۲۰۴۷	۲۸۱	۷	۹	۲۷۳۴۰۵	۰

۴۲۱۳۲۲۳	۳۴۴۳۴۷۹	۴۰۸۱۰۱۰	۳۴۶۴	۶۶۳۹	۲	۸۱۴۴	۹	۲۴۸۴۹۹۶	۴۹۶۷
۱۸۰۳۲۱	۲۷۸۸۷۹۷	۱۰۸۸۹	۵۷۹۳۹	۱	۲۴	۲۵	۷۱	۰	۰
۶۸۳۲۷۰۶	۱۴۶۳۰۱	۳۷۶۹۰	۲۳۲	۱۳۹	۱۳	۴۵۴	۳	۱۷۲۱۰۰۶	۰
۳۷۶۴۸۱	۸۹۸۹۹	۵۷۳۳	۸۶۷	۱۸۸۲۷	۲۹۹	۶	۵۹	۹۱۴۷۲	۰
۴۴۶۲۳	۴۳۸۹۳۰	۶۰۰۲	۱۱۹۱۸	۷	۷۵	۴۳	۱۹	۳	۸۸
۱۲۲۹۹۳۶	۳۲۰۸۳۲۵	۲۰۲۰۹	۳۱۰۱۱	۳۶۸۷	۳۸۳۸	۱۱۱	۱۰۸۲	۳۶۸۱۹	۰
۵۶۷۲۲۵	۳۰۴۹۷۱	۱۷۴۷۵	۱۶۱۵۷	۱۱۲۸۷	۲۸۴	۱۵۰	۵۵	۱۲	۰
۲۱۹۴۲۴۴	۲۲۳ ۶۱۰	۹۴۹۳	۵۶۶	۴۶۸۶۶	۶۹۳۰	۴۶	۴۷	۳۷۳۲۰۷	۲
۸۹۶۹۵۰	۱۰۹۱۸۸	۴۰۹۶۰۲	۹	۳۵۵	۳۴	۶	۱۵۲۸	۵۱۸۳	۲۰
۳۴۶۳۳۱۰	۲۴۰۹۰۳	۱۶۱۵	۲۳۴۲	۵۲۷۱۴	۱۹۳	۷	۶	۶۲۶۸۹۲	۳
۶۷۸۹۵۴۶	۲۰۹۷۴۷۵	۲۲۰۴۶۴	۵۳۳۰	۲۴۸۵۳	۱۹۷۴	۱۱۵	۲۰	۶۷۸۱۴۰	۱۰۹
۸۰۷۵۴۹	۳۰۷۳۵۴۰	۳۵۰۹	۶۵۹۰۳	۹۱۰	۲۹	۴۰۶۹۶	۱۱	۲۹۳۷۴	۹۵
۶۶۸۶۶۳۰	۴۸۵۲۳۰	۱۱۲۸۵۳	۲۶۹	۳۲۸۵۸	۴۰۱	۱۱۴۰۹	۶۴	۹۴۰۵	۲۱

۳۔ صنفِ نسواں

ہندوستان میں بچپن کی شادیوں سے جس قدر نسلی کمزوری اور خرابی پیدا ہورہی ہے وہ ایک نہایت ہی دردناک افسانہ ہے لیکن افسوس ہے کہ ۱۹۴۱ء کی رپورٹ مردم شماری میں ہمیں اس کے متعلق کوئی مفید مواد نہیں ملتا۔ اس کے مفصل اعداد کی اس لیے اور بھی ضرورت تھی کہ ہم شاردا ایکٹ اور اصلاحی انجمنوں کی کوششوں کے اثرات کا اندازہ نہیں کرسکتے اور ہمیں یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے بعد سے جو جدوجہد شدت کے ساتھ اس تباہ کُن رسم کو مٹانے کے لیے کی جارہی ہے اس کا نتیجہ اعداد و شمار سے کہاں تک دیکھا جاسکتا ہے۔ بہرحال یہ اعداد چوں کہ ہماری سماجی اِصلاح کے سلسلے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں اس لیے ۱۹۳۱ کی مردم شماری سے ان اعداد کا خلاصہ دیا جاتا ہے جس سے کم از کم دس سال پہلے کی حالت معلوم ہوجائے گی۔

۱۹۳۱ء کی رپورٹ مردم شماری سے اِس ہولناک حقیقت کا اِنکشاف ہوتا ہے کہ کُل ہندوستان کی نسوانی مردم شماری میں ایک ہزار عورتوں میں پانچ سال یا اس سے کم عمر کی ۳۰ لڑکیاں شادی شدہ تھیں۔ اور ہزار میں ایک کی نسبت سے اس شیرخوارگی کی عُمر میں بیوہ بھی ہوچکی تھیں۔ پانچ سے دس سال کی عُمر کی شادی شدہ لڑکیوں کا تناسب ایک ہزار نسوانی مردم شماری میں ۱۹۲ تھا اور فی ہزار پانچ لڑکیاں اس کھیلنے کودنے کی عُمر میں بیوہ بھی ہوچکی تھیں۔ دس سے پندرہ سال عُمر کی

شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد فی ہزار ۳۸۱ تھی اور اس سن کی بیوہ لڑکیوں کی تعداد ہزار میں ۱۰ تھی۔ ۱۵ سے ۴۰ سال کی عُمر کی شادی شدہ عورتیں ہزار میں ۸۲۹ تھیں اور ہزار میں ۱۱۲ اِس سن میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ اسی ۱۵ سے ۴۰ سال تک کے سن میں فی ہزار ۵۹ عورتیں غیر شادی شدہ بھی تھیں اور فی ہزار ۱۱ عورتیں ۴۰ سال اور اس سے اوپر کے سن کی بھی غیر شادی شدہ تھیں۔

صغر سنی کی شادیوں کی یہ وبا ہندوؤں ہی میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں بھی موجود ہی اور ہندوؤں سے زیادہ، حالاں کہ ہندو مذہباً صغر سنی کی شادی کرنے کے پابند ہیں اور مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اس کے خلاف ہی اس لیے کہ ایسی شادی سے شادی کا اصل مقصد جو اسلام نے رکھا ہی وہ فوت ہوجاتا ہی۔ پھر بھی ہماری بدنصیبی سے صغر سنی کی شادی کو روکنے کی کوششوں میں سدِ راہ ہونے والے اور اس کی شد و مد سے مخالفت کرنے والوں میں ممتاز مسلمان لیڈر اور علما بھی شامل تھے۔ بہرحال ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری سے معلوم ہوتا ہی ہندوؤں میں پانچ سال اور اس سے کم عُمر کی شادی شدہ بچیوں کی تعداد ہزار میں ۳۱، اور ۵ سے دس سال تک عُمر کی شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد ہزار میں ۲۱۵ اور ۱۰ سے ۱۵ سال تک عُمر کی شادی شدہ لڑکیوں کی ہزار میں ۴۱۷ تھی۔ پانچ سال اور اس سے کم عُمر کی بیوائیں ہزار میں ایک اور ۵ سے ۱۰ سال تک عمر کی ہزار میں ۶، اور ۱۰ سے پندرہ سال تک عُمر کی ہزار میں ۷، تھیں۔ مسلمانوں میں پانچ سال اور اس سے کم عُمر کی شادی شدہ بچیاں ہزار میں ۳۵،

میں ۳۹۴ تھیں - فی ہزار ایک بچی پانچ سال یا اس سے کم عُمر کی بیوہ ہو چکی تھی اور ہزار میں ۴ لڑکیاں ۵ سے ۱۰ سال تک کی عمر میں بیوہ تھیں اور ہزار میں ۸ لڑکیاں ۱۰ سے ۱۵ سال تک کی عُمر میں بیوہ تھیں -

ہندو مسلمانوں کے علاوہ دیسی عیسائیوں میں بھی صغر سنی کی شادی کا رواج پایا جاتا ہے چناں چہ سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری کے بہ موجب پانچ سال اور اس سے کم عُمر کی شادی شدہ لڑکیوں کا تناسب دس ہزار میں ۴۶ تھا اور دس ہزار میں تین لڑکیاں اِس سن میں بیوہ ہو چکی تھیں - ۵ سے ۱۰ سال تک عُمر کی شادی شدہ لڑکیوں کا عیسائیوں مین تناسب سنہ ۱۹۳۱ء میں فی دس ہزار ۲۵۳ تھا اور دس ہزار میں ۱۰ لڑکیاں اس سن میں بیوہ ہو چکی تھیں - ۱۰ سے ۱۵ سال تک عُمر کی شادی شدہ لڑکیوں کا تناسب دس ہزار میں ۱۰۹۷ تھا اور اِس سن کی دس ہزار میں ۲۲ بیوہ تھیں - سکھوں میں فی دس ہزار تناسب ۵ سال اور اس سے کم عمر کی شادی شدہ لڑکیوں کا ۲۹ تھا اور دس ہزار میں دو اس سن میں بیوہ ہوگئی تھیں - ۵ سے ۱۰ سال تک عمر کی شادی شدہ لڑکیاں سکھوں میں فی دس ہزار ۶۱۳ تھیں اور اس سن میں دس ہزار میں ۹ بیوہ ہو چکی تھیں - ۱۰ سے ۱۵ سال تک کی عمر کی شادی شدہ لڑکیوں کا تناسب دس ہزار میں ۲۰۶۴ اور اس سن کی بیوہ لڑکیوں کا تناسب دس ہزار میں ۲۲ تھا -

مختلف صوبہ جات و علاقہ جات کی حالت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری کے بہ موجب صغر سنی کی شادیوں کا رواج سب سے زیادہ ریاست حیدر آباد میں تھا جہاں پانچ سال اور اس سے کم عمر کی شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی ۵۱ تھی -

اس کے بعد ریاست ہائے مغربی ہند کا نمبر ہی جہاں اس سن کی شادی شدہ
لڑکیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی ۵۱ تھی ۔ برطانوی ہند میں سب سے
زیادہ اس سن کی شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد بہار و اڑیسہ میں تھی جو اُس
وقت ایک ہی صوبہ تھے ۔ یعنی فی ہزار نسوانی آبادی ۵۰ ۔ دیگر صوبہ جات و
علاقہ جات میں اس سن کی شادی شدہ بچیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی
یہ تھی : سی پی بہ شمول برار میں ۴۹ ، اجمیر میرواڑہ میں ۴۸ ، بنگال میں ۴۷ ،
بمبئی میں ۳۲ ، یوپی میں ۲۹ ، ریاست ہائے وسطِ ہند میں ۲۹ ، ریاست
گوالیار میں ۲۲ ، ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۱۸ ، مدراس میں ۱۲ ، ریاست
بڑودہ میں ۱۰ ، آسام میں ۷ ، پنجاب میں ۵ ، دہلی میں ۳ ، ریاست کورگ
میں ۲

۵ سے ۱۰ سال تک عمر کی شادی شدہ لڑکیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی
آبادی مختلف صوبہ جات و علاقہ جات میں ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری
کے بہ موجب یہ تھی ۔ ریاست حیدر آباد میں ۳۲۸ ، سی پی بہ شمول برار میں ۳۰۱ ،
بنگال میں ۲۹۱ ، بہار و اڑیسہ میں ۲۷۳ ، یوپی میں ۲۳۹ ، اجمیر میرواڑہ میں
۲۳۵ ، ریاست ہائے وسطِ ہند میں ۲۲۳ ، بمبئی میں ۲۱۹ ، ریاست بڑودہ
میں ۱۹۷ ، ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۱۷۳ ، ریاست ہائے مغربی ہند میں
۱۷۲ ، صوبہ دہلی میں ۱۰۷ ، آسام میں ۹۸ ، مدراس میں ۹۲ ، پنجاب میں ۸۲ ،
ریاست میسور میں ۴۸ ، صوبہ سرحدی میں ۱۸ ، کورگ میں ۹ ، ٹراونکور میں ۸ ،
ریاست کوچین میں ۷ ،

۱۰ سے ۱۵ سال تک عمر کی شادی شدہ لڑکیاں فی ہزار نسوانی آبادی

۵۲۱، یوپی میں ۵۰۴، بہار و اڑیسہ میں ۴۶۷، اجمیر میرواڑہ میں ۴۵۵، ریاست گوالیار میں ۴۵۱، بمبئی میں ۴۲۱، ریاست بڑودہ میں ۴۱۲، ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۴۰۱، ریاست ہائے مغربی ہند میں ۳۴۸، صوبہ دہلی میں ۳۲۶، آسام میں ۲۷۷، پنجاب میں ۲۳۵، مدراس میں ۲۲۴، کشمیر میں ۲۱۷، میسور میں ۱۹۲، صوبہ سرحدی میں ۱۲۱، ٹراونکور میں ۷۸، کوچین میں ۶۷، کورگ میں ۵۵

اب ذرا مختلف صوبہ جات و علاقہ جات ہند میں صغیر سن بیواؤں کی تعداد دیکھیے اور اس بدنصیب مُلک کی حالت پر آنسو بہائیے۔ سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری سے معلوم ہوتا ہی کہ ۵ سال اور اس سے کم عُمر کی بیوہ بچیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی ریاست حیدرآباد میں ۴، گوالیار میں ۴، بہار و اڑیسہ میں ۲، اور اجمیر میرواڑہ، آسام، بنگال، سی پی بہ شمول برار، یوپی، ریاست بڑودہ، ریاست ہائے وسطِ ہند، ریاست ہائے راجپوتانہ و ریاست ہائے مغربی ہند میں ایک ایک تھی۔ ۵ سے ۱۰ سال تک عمر کی بیوہ بچیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی ریاست حیدرآباد میں ۱۳، گوالیار میں ۱۰، بہار و اڑیسہ میں ۸، بنگال میں ۷، سی پی بہ شمول برار میں ۶، ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۴، ریاست ہائے مغربی ہند میں ۳، مدراس میں ۲، اور کورگ، دہلی، پنجاب، کشمیر و میسور میں ایک ایک تھی۔ ۱۰ سے ۱۵ سال تک عمر کی بیوہ لڑکیوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی ریاست حیدرآباد میں ۲۱، گوالیار میں ۱۸، بنگال میں ۱۶، بہار و اڑیسہ میں ۱۴، ریاست ہائے وسطِ ہند میں ۱۱، یوپی میں ۹، بڑودہ میں ۸، آسام میں ۸، اجمیر میرواڑہ میں ۷، مدراس میں ۷، ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۷، کشمیر میں ۶، ریاست ہائے

مغربی ہند میں ۵، میسور میں ۴، کورگ میں ۳، دہلی میں ۳، صوبہ سرحدی
میں ۳، کوچین میں ۳، ٹراونکور میں ۲ تھی۔ ۱۵ سے ۴۰ سال تک کی بیوہ
عورتوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی، سی پی بہ شمول برار میں ۱۶۱، بنگال میں
۱۵۵، میسور میں ۱۴۴، مدراس میں ۱۳۲، گوالیار میں ۱۲۸، کورگ میں
۱۲۵، آسام میں ۱۱۹، حیدرآباد میں ۱۱۸، بہار و اڑیسہ میں ۱۱۶، ریاست ہائے
وسطِ ہند میں ۱۱۲، بمبئی میں ۱۰۸، ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۱۰۳، یوپی
میں ۹۴، ریاست ہائے مغربی ہند میں ۹۳، اجمیر میرواڑہ میں ۹۱، بڑودہ
میں ۸۳، صوبہ سرحدی میں ۷۶، ٹراونکور میں ۷۵، پنجاب میں ۶۷، صوبہ
دہلی میں ۶۵، اور کشمیر میں ۳۶ تھی۔ ۴۰ سال اور اس سے اوپر سن کی
بیوہ عورتوں کی تعداد فی ہزار نسوانی آبادی بنگال میں ۶۷۶، میسور میں ۶۴۹،
کورگ میں ۶۳۰، گوالیار میں ۶۲۳، مدراس میں ۶۱۸، اجمیر میرواڑہ میں ۶۰۱،
آسام میں ۶۰۰، ریاست ہائے وسطِ ہند میں ۵۹۶، بمبئی میں ۵۹۳،
ریاست ہائے راجپوتانہ میں ۵۸۵، بہار و اڑیسہ میں ۵۶۵، ریاست ہائے
مغربی ہند میں ۵۶۱، یوپی میں ۵۵۸، سی پی بہ شمول برار میں ۵۵۵، حیدرآباد
میں ۵۵۳، کوچین میں ۵۴۸، بڑودہ میں ۵۴۷، دہلی میں ۵۰۷، کشمیر میں ۴۹۹،
ٹراونکور میں ۴۹۲، پنجاب میں ۴۸۶، صوبہ سرحدی میں ۴۷۰ تھی۔

یہ عبرت انگیز اعداد افسوس ہے کہ ۱۹۴۱ء کی رپورٹ مردم شماری میں
نہیں ملتے اور اس لیے ہمیں یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ اس دس سال کی مدت
میں صورتِ حال کیسی رہی اور اصلاحی کوششوں کا نتیجہ کیا نکلا۔ بعض اعداد
جن سے کوئی مفید نتیجہ نکالا جاسکتا تھا وہ بھی نہایت اختصار کے ساتھ صرف
سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری تک کے دیے گئے ہیں۔ مثلاً مختلف عمروں کی

عورتوں میں شادی شدہ عورتوں کا تناسب کیا تھا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں ۱۵ سال سے ۲۰ تک کی عمر کی ایک ہزار عورتوں میں ۷۷۷ شادی شدہ تھیں اور ۱۹۲۱ء میں ۷۷۱، ۱۹۳۱ء میں ۸۱۸۔ ۲۰ سے ۲۵ سال تک عمر کی ایک ہزار عورتوں میں شادی شدہ کی تعداد ۱۹۰۱ء میں ۸۷۶ تھی، ۱۹۲۱ء میں ۸۷۷ اور ۱۹۳۱ء میں ۸۸۶۔ ۲۵ سے ۳۰ سال تک عمر کی ایک ہزار عورتوں میں شادی شدہ ۱۹۰۱ء میں ۸۵۹ تھیں، ۱۹۲۱ء میں ۸۶۳، ۱۹۳۱ء میں ۸۶۹۔ ۳۰ سے ۳۵ سال تک عمر کی ایک ہزار عورتوں میں شادی شدہ اِن تینوں مردم شماریوں میں علی الترتیب ۷۹۳، ۷۹۷، اور ۸۲۴ تھیں۔ ۳۵ سے ۴۰ سال تک عمریں ۷۲۲، ۷۲۷، ۷۰۳، اور ۴۰ سے ۴۵ سال تک عمریں ۵۲۳، ۵۹۹، اور ۶۲۷۔

۱۹۰۱ء سے ۱۹۳۱ء تک مختلف سِن کی عورتوں کا نسوانی آبادی میں تناسب جو ۱۹۴۱ء کی رپورٹ میں مختصراً دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء میں فی دس ہزار نسوانی آبادی ۱۵ سے ۱۹ سال تک عمر کی ۸۳۵، ۲۰ سے ۲۴ سال تک عمر کی ۸۹۲، ۲۵ سے ۲۹ سال تک عمر کی ۸۹۵، ۳۰ سے ۳۴ سال تک عمر کی ۸۵۱، ۳۵ سے ۳۹ سال تک عمر کی ۵۵۷، ۴۰ سے ۴۴ سال تک عمر کی ۶۵۲ اور ۴۵ سے ۴۹ سال تک عمر کی ۳۳۹ تھیں۔ ۱۹۱۱ء میں فی دس ہزار نسوانی آبادی ۱۵ سے ۱۹ سال تک عمر کی ۸۲۶، ۲۰ سے ۲۴ سال تک عمر کی ۹۳۰، ۲۵ سے ۲۹ سال تک عمر کی ۹۰۹، ۳۰ سے ۳۴ تک عمر کی ۸۳۵، ۳۵ سے ۳۹ سال تک عمر کی ۵۵۶، ۴۰ سے ۴۴ سال تک عمر کی ۶۳۱، اور ۴۵ سے ۴۹ سال تک عمر کی ۳۳۸۔ ۱۹۲۱ء میں فی دس ہزار نسوانی آبادی ۱۵ سے ۱۹ سال

تک عمر کی ۵۱۸ ، ۲۰ سے ۲۴ سال تک عمر کی ۸۸۱ ، ۲۵ سے ۲۹ سال تک
عمر کی ۸۸۵ ، ۳۰ سے ۳۴ سال تک عمر کی ۸۳۳ ، ۳۵ سے ۳۹ سال تک
عمر کی ۵۶۵ ، ۴۰ سے ۴۴ سال تک عمر کی ۶۲۱ ، ۴۵ سے ۴۹ سال تک عمر
کی ۳۴۶ - سالہ ۱۹۳۱ء میں فی دس ہزار نسوانی آبادی ۱۵ سے ۱۹ سال تک عمر کی
۹۳۸ ، ۲۰ سے ۲۴ سال تک عمر کی ۹۸۵ ، ۲۵ سے ۲۹ سال تک عمر کی ۸۶۸ ،
۳۰ سے ۳۴ سال تک عمر کی ۷۵۶ ، ۳۵ سے ۳۹ سال تک عمر کی ۵۹۵ ،
۴۰ سے ۴۴ سال تک عمر کی ۵۰۵ ، اور ۴۵ سے ۴۹ سال تک عمر کی ۳۸۹
تھیں - گویا سالہ ۱۹۰۱ء میں جو تناسب زیادتی عمر کے ساتھ تعداد میں کمی کا تھا تقریباً
وہی سالہ ۱۹۳۱ء تک قائم رہا اور سالہ ۱۹۴۱ء کے اعداد رپورٹ میں دیے نہیں
گئے ورنہ یہ بھی ظاہر ہو جاتا کہ اس وقت بھی اس میں زیادہ فرق نہیں ہوا ہو
اور جوانی کا سن گزرنے کے بعد عورتیں زیادہ دنوں زندہ نہیں رہتی ہیں - ۵۰
سال اور اس سے اوپر سن کی عورتوں کے اعداد اگر رپوٹ میں دیے گئے
ہوتے تو غالباً یہ نتیجہ نکلتا کہ ہندستان میں کبر سنی تک پہنچنے والی عورتوں کا
تناسب بہت ہی کم ہو -

اس باب کے آخر میں سالہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے بموجب ہندستان
کی آبادی میں مردوں اور عورتوں کے تناسب کے جو اعداد دیے گئے ہیں
اُن سے معلوم ہوتا ہو کہ اس مردم شماری کے بموجب عورتوں کا تناسب آبادی
میں سب سے زیادہ صوبہ اڑیسہ میں ہو اور اس کے بعد ریاست ہائے مدراس
میں ، اور پھر ریاست کوچین اور اس کے بعد علی الترتیب ریاست ہائے اڑیسہ
ریاست ہائے آسام ، ریاست چھتیس گڑھ اور صوبہ مدراس میں - ان سب
علاقوں میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو - عورتوں کا تناسب آبادی

میں بہ مقابلہ مردوں کے سب سے کم بلوچستان میں ہے اور اُس سے کچھ زیادہ صوبہ دہلی میں اور پھر اجمیر میرواڑہ میں ہے۔ کُل ہندوستان کی بہ حیثیت مجموعی آبادی میں فی ایک ہزار مرد ۹۳۵ عورتیں ہیں اور صوبہ جاتِ ہند میں فی ایک ہزار مرد ۹۳۳، اور ریاست ہائے ہند میں فی ایک ہزار مرد ۹۴۱ عورتیں ہیں۔

ہندوستان کی آبادی میں عورتوں کا تناسب

فی ایک ہزار مرد

	سنہ ۱۹۳۱ء میں	سنہ ۱۹۴۱ء میں
کُل ہندوستان	۹۴۰	۹۳۵
صوبہ جاتِ ہند	۹۴۰	۹۳۳
ریاست ہائے ہند	۹۴۱	۹۴۱
صوبہ مدراس	۱۰۲۱	۱۰۰۹
" بمبئی	۹۲۹	۹۲۷
" بنگال	۹۲۴	۸۹۹
" یوپی	۹۰۳	۹۰۶
" پنجاب	۸۳۱	۸۴۷
" بہار	۹۹۳	۹۹۴
" سی پی بہ شمول برار	۹۹۹	۹۹۴
" آسام	۹۰۰	۸۹۶

فی ایک ہزار مرد

	سنہ ۱۹۳۱ء میں	سنہ ۱۹۴۱ء میں
صوبہ سرحدی	۸۴۳	۸۴۰
" اڑیسہ	۱۰۸۷	۱۰۶۹
" سندھ	۷۸۲	۸۱۸
" اجمیر میرواڑہ	۸۹۲	۹۰۰
" بلوچستان	۷۱۷	۷۰۳
" کورگ	۸۰۳	۸۲۷
" دہلی	۷۲۲	۷۱۵
ریاست بڑودہ	۹۴۲	۹۳۸
" چھتیس گڑھ	۱۰۱۶	۱۰۱۱
" کوچین	۱۰۴۳	۱۰۴۲
" گوالیار	۸۸۷	۸۹۳
" حیدرآباد	۹۵۹	۹۵۷
" کشمیر	۸۸۱	۸۸۸
" میسور	۹۵۵	۹۴۹
" ٹراونکور	۹۸۷	۹۹۳

۴ - صحتِ عامہ

صحتِ عامہ کے سلسلے میں ۱۹۴۱ء کی رپوٹ مردم شماری میں تین پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے اور اعداد فراہم کیے گئے ہیں یعنی شیرخوار بچّوں کی اموات، زچگی کی اموات اور وبائی امراض کی اموات اور ان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر مردم شماری میں ان اسباب سے اموات کی تعداد گھٹتی جاتی ہے اور اگر ان میں مزید کمی کی جاسکے تو ہندُستان کی آبادی اور صحتِ عامہ میں اور زیادہ ترقّی ہوسکتی ہے۔ چناں چہ کافی محنت و کاوش سے اعداد و شمار جمع کرکے اور حساب لگا کر بتایا گیا ہے کہ شیرخوار بچّوں کی تعداد اموات میں کمی کی اگر یہی رفتار رہی جو اس وقت ہے تو صرف اس ایک وجہ سے ۱۹۵۱ء میں ۶۴½ لاکھ اور ۱۹۶۱ء میں ایک کرور ۱۱¼ لاکھ کا اضافہ آبادی میں ہوجائے گا اور اگر شیرخوار بچّوں کی تعداد میں اتنی کمی ہوگئی جو ۱۹۲۰ء اور ۱۹۴۰ء کی تعداد کے فرق سے ظاہر ہوتی ہے تو اضافۂ آبادی ۱۹۵۱ء میں ۷۰½ لاکھ اور ۱۹۶۱ء میں اکرور ۴۳ لاکھ کے لگ بھگ ہوگا۔ اس کے متعلق اور نیز شیرخوار بچیوں کی اموات میں کمی سے بڑے ہوکر ان کے بچّوں سے تعدادِ آبادی میں اضافے کی توقّع ہے، اس کے متعلق رپوٹ میں کئی جدولیں اور نقشے دیے گئے ہیں جن میں سے اکثر عام فہم نہیں ہیں اور صرف اعداد و شمار کے فن کے ماہرین کے کام کے ہیں۔ عام فہم جدولوں کا خلاصہ اس باب کے آخر میں دے دیا گیا ہے۔

لیکن اس سلسلے میں جتنی کوشش و کاوش کی گئی ہے وہ محض قیاس آرائی

کے قبیل سے ہی اور آبادی گھٹنے کے دیگر متوقع اور غیر متوقع اسباب پر نظر نہیں ڈالی گئی ہی اور سب سے زیادہ اہم مسئلہ جو صحتِ عامہ اور علاج کے انتظامات کی خامیوں سے متعلق ہی اس پر سنہ ۱۹۴۱ء کی رپوٹ بالکل خاموش ہی ڈاکٹری علاج میں تشخیصِ مرض کے جو قیمتی آلات ہیں وہ سب کے سب ہندستان کے معدودے چند ہی شہروں میں ہیں اور مرض کی پوری تشخیص کے لیے جس قدر خرچ کی ضرورت ہوتی ہی وہ بھی تھوڑے ہی لوگوں کی استطاعت کے اندر ہی۔ باقی کروڑہا کروڑ کی آبادی اس سے بالکل محروم ہی اور آبادی کا کثیر التعداد حصّہ تو اُن معمولی سہولتوں سے بھی آشنا نہیں ہی جو ضلع کے اسپتالوں میں مہیا ہیں۔ اور اسی طریقِ علاج کا ملک میں سرکاری طور پر اہتمام ہی۔ اب کچھ دنوں سے یونانی اور ویدک اطبّا کی ہمّت افزائی شروع ہوئی ہی مگر اس میں بھی ابھی یہ نوبت نہیں پہنچی کہ آبادی کا نصف حصّہ بھی مستفید ہو سکے۔ اس کے بعد جب ہم انگریزی علاج کی گرانی اور دشواریوں کے باوجود یہ دیکھتے ہیں کہ آبادی کی ضروریات کے لحاظ سے ڈاکٹری علاج کی دست رس کہاں تک ہی تو ہمارے سامنے نہایت ہی افسوس ناک صورتِ حال پیش ہوتی ہی، اس لیے مردم شماری کے دیگر مباحث پر نظر ڈالنے سے پیشتر یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ تصویر کا یہ رُخ بھی پیش کر دیا جائے اور کسی غیر ذمّہ دار غیر سرکاری آدمی کے بیان سے نہیں بلکہ خود ایک افسر محکمۂ صحت کی زبان سے۔ جنرل جے بی ہینس ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروسز نے اپنے ایک ایڈریس میں بتایا ہی کہ ہندستان میں آبادی کی ضروریات کے لحاظ سے کم از کم ۳۰ لاکھ رجسٹرڈ ڈاکٹروں کی ضرورت تھی مگر موجودہ تعداد ایسے ڈاکٹروں کی صرف ۴۰ ہزار ہی۔ تربیت یافتہ نرسیں آبادی کی ضروریات کے لحاظ

سے ۷ لاکھ ۸۰ ہزار ہونی چاہییے تھیں مگر اس وقت ان کی تعداد صرف ۷ ہزار ہی۔ تربیت یافتہ ہیلتھ وزیٹر ۷۰ ہزار ہونے چاہئیں تھے مگر اس وقت صرف ایک ہزار ہیں۔ تربیت یافتہ دائیوں کی تعداد ۹۰ ہزار ہونی چاہییے تھی مگر اس وقت صرف ۵ ہزار ہی۔ دوا ساز کارخانے ایک لاکھ ہونے چاہئیں تھے مگر اس وقت صرف ۷۵ موجود ہیں۔ ان اعداد سے جنرل ہینس نے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ ہندستان ابھی صحت کی منزل سے کوسوں دور ہی اور موجودہ رفتار سے اُس زمانے کا بھی تعین نہیں کیا جا سکتا جب یہ منزل قریب ہو جائے گی۔

جنرل ہینس کے اِن اعداد پر نظر ڈالنے اور اُن کی رائے سُننے کے بعد پھر شمار و اعداد کے ہیر پھیر سے چاہے جتنی کوشش یہ ثابت کرنے کی کی جائے کہ ہندستان کی صحت عامہ روبہ ترقی ہی کامیاب نہیں ہو سکتی اور ایک ذمہ دار محکمہ صحت کے افسر کے مُقابلے میں ماہرینِ اعداد کے استدلال کارگر نہیں ہو سکتے۔ تاہم مردم شماری کی رپوٹ میں جو اعداد دیے گئے ہیں ان کی تشریح بھی ضروری ہی تاکہ مسئلے کے اس پہلو سے بھی آگاہی ہو جائے۔ چناں چہ پیدائش و اموات وغیرہ کے اعداد کا تناسب رپوٹ میں سنہ ۱۹۲۰ء سے سنہ ۱۹۴۰ء تک سال بہ سال دیا گیا ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شرح پیدائش فی ہزار آبادی سنہ ۱۹۲۰ء میں ۳۳ تھی اور سنہ ۱۹۴۰ء میں بھی ۳۳ ہی رہی۔ ان بیس برسوں میں سب سے زیادہ شرحِ پیدائش سنہ ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۶ء میں رہی یعنی ۳۶-۳۶ اور اس کے بعد سنہ ۱۹۳۱ء و ۱۹۳۵ء و سنہ ۱۹۳۷ء میں ۳۵-۳۵، اور سنہ ۱۹۲۳ء و سنہ ۱۹۲۸ء و سنہ ۱۹۳۲ء و سنہ ۱۹۳۸ء و سنہ ۱۹۳۹ء میں ۳۴-۳۴، باقی برسوں میں ۳۳ یا ۳۲ رہی۔ شرح تعدادِ اموات میں البتہ سنہ ۱۹۲۰ء کے مقابلے

میں سنہ ۱۹۴۰ء میں معتدبہ کمی ہوئی یعنی سنہ ۱۹۲۰ء میں فی ہزار آبادی شرحِ اموات ۳۱
تھی اور سنہ ۱۹۴۰ء میں ۲۲ رہ گئی۔ اور یہ کمی سنہ ۱۹۲۴ء کے بعد سے تقریباً تدریجی
ہورہی ہے یعنی سنہ ۱۹۲۰ء و سنہ ۱۹۲۱ء میں شرح اموات ۳۱، ۳۱ تھی سنہ ۱۹۲۲ء و
سنہ ۱۹۲۳ء میں ۲۴ و ۲۵ رہی اور سنہ ۱۹۲۴ء میں پھر بڑھ کر ۲۸ ہوگئی جس کے
بعد پھر ۲۵ اور ۲۲ کے اعداد میں کم وبیش ہوتی رہی۔ شیرخوار بچّوں کی شرحِ
اموات میں کمی کا تناسب بھی سنہ ۱۹۲۰ء اور سنہ ۱۹۴۰ء کے مابین معقول رہا یعنی
۱۹۵ سے گھٹ کر ۱۶۰ رہ گیا۔ سب سے زیادہ شیرخوار بچّوں کی شرحِ اموات
سنہ ۱۹۲۱ء میں رہی یعنی ۱۹۸، اس سے کم سنہ ۱۹۲۰ء میں یعنی ۱۹۵، اس کے
بعد سنہ ۱۹۲۴ء و سنہ ۱۹۲۶ء میں ۱۸۹ - ۱۸۹، سنہ ۱۹۳۴ء میں ۱۸۷، سنہ ۱۹۳۱ء
میں ۱۷۹، اور اسی طرح گھٹتے بڑھتے سنہ ۱۹۳۹ء میں سب سے کم یعنی ۱۵۶
ہوگئی تھی مگر سنہ ۱۹۴۰ء میں پھر ۱۶۰ ہوگئی۔

وبائی امراض ہیضہ، چیچک اور طاعون سے شرح اموات کی یہ کیفیت
رہی کہ ہیضہ اور چیچک سے اموات کی شرح تو سنہ ۱۹۲۰ء کے مقابلے میں
سنہ ۱۹۴۰ء میں کم رہی مگر طاعون سے شرح اموات تقریباً دوگنی بڑھ گئی۔
ہیضہ سے شرح اموات سب سے زیادہ سنہ ۱۹۲۱ء میں رہی یعنی فی ہزار
آبادی ۱٫۵، پھر اس سے کم سنہ ۱۹۲۶ء میں یعنی ۱٫۴، سنہ ۱۹۳۰ء میں
۱٫۳، سنہ ۱۹۲۴ء و سنہ ۱۹۲۷ء و سنہ ۱۹۲۹ء میں یکساں رہی یعنی ۱٫۲۔
سب سے کم شرح اموات سنہ ۱۹۲۳ء و سنہ ۱۹۳۲ء و سنہ ۱۹۳۳ء و سنہ ۱۹۴۰ء
میں رہی یعنی ۰٫۳۔ لیکن سنہ ۱۹۳۳ء میں ۰٫۳ ہوجانے کے بعد سنہ ۱۹۳۴ء و
سنہ ۱۹۳۵ء میں ۰٫۸، اور سنہ ۱۹۳۶ء میں ۰٫۹ کی شرح ہوجانے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ حفظِ ماتقدّم کی تدابیر اور علاج کی سہولتوں میں بہ تدریج اضافے

سے یہ کمی بیشی نہیں ہوئی ہو بلکہ محض اتفاقی ہو۔

چیچک سے اموات کی شرحِ سب سے زیادہ سنہ ۱۹۲۶ء و سنہ ۱۹۲۷ء میں رہی یعنی ٫۵، پھر اس سے کم سنہ ۱۹۲۰ء و سنہ ۱۹۲۸ء و سنہ ۱۹۳۳ء و سنہ ۱۹۳۶ء میں یعنی ٫۴۔ سب سے کم شرح اموات سنہ ۱۹۳۱ء و سنہ ۱۹۳۸ء میں رہی یعنی ٫۱۔ مگر آخرالذکر سال کے بعد اس میں اضافہ شروع ہوا اور سنہ ۱۹۴۰ء میں پھر ٫۳ ہوگئی۔ جس سے حفظِ ماتقدم اور علاج کے انتظامات کا نقص ظاہر ہوتا ہو۔

طاعون سے اموات کی شرحِ فی ہزار آبادی سب سے زیادہ سنہ ۱۹۳۴ء میں رہی یعنی ۱٫۵، پھر اس سے کم سنہ ۱۹۲۳ء میں یعنی ٫۹، اور پھر سنہ ۱۹۲۶ء میں ٫۸، اور سنہ ۱۹۴۰ء میں ٫۷ رہی۔ سب سے کم شرح اموات سنہ ۱۹۳۵ء و سنہ ۱۹۳۷ء و سنہ ۱۹۳۹ء میں رہی یعنی ٫۱، مگر سنہ ۱۹۴۰ء میں بڑھ کر ٫۷ تک پہنچ جانے سے ظاہر ہوتا ہو کہ حفظِ ماتقدم اور علاج کے انتظامات خاطر خواہ نہیں ہیں۔

رپورٹ میں ملیریا کی وبا کے متعلق ایک نقشہ لگایا گیا ہو جو یقیناً بہت ہی عرق ریزی سے تیار کیا گیا ہوگا مگر یہ نقشہ اتنا چھوٹا ہو اور اس کی تشریحات اتنی باریک ہیں کہ بلا خوردبین کی مدد کے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا جاسکتا۔ یہ نقشہ اگر زرا بڑے پیمانے پر بنایا جاتا اور اس کی تشریحات زرا زیادہ واضح ہوتیں تو اسے الگ نکال کر محفوظ کیا جاسکتا تھا۔ بہرحال نقشے پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہو کہ علاوہ اُن پہاڑی علاقوں کے جو سطحِ سمندر سے ۵۰۰۰ فٹ یا اس سے زیادہ بلند ہیں باقی بہت ہی کم حصہ ہندوستان کا ایسا ہی جہاں یہ وبا ہر فصل میں نہ پھیلتی ہو۔ نسبتہً محفوظ

علاقے میں کچھ حصہ بنگال کا اور کچھ مدراس کا شامل ہے حالاں کہ انھی دو صوبوں کے باقی حصوں میں عموماً ملیریا کی وبا ہندستان بھر میں سب سے زیادہ رہتی ہے۔

رپوٹ میں اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ پانی کی بہم رسانی کا انتظام ہندستان میں ناقص اور ناکافی ہے اور صفائی کا انتظام بھی اصلاح طلب ہے۔ اور یہ کہ دونوں عناصر صحت کے لیے بہت زیادہ ضروری ہیں۔ اس لیے رپوٹ میں رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس مُلک میں اقتصادی فلاح کی بہترین صورت یہ ہے کہ صحت عامہ کے انتظامات بہتر کیے جائیں اور عام لوگوں کی صحت بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔

رپوٹ میں شیرخوار بچّوں کی تعدادِ اموات میں کمی کے نتائج اضافہ آبادی پر جو دکھائے گئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آیندہ برسوں میں بھی شیرخوار بچّوں کی شرح اموات وہی رہی جو ۱۹۴۰ء میں تھی یعنی فی ہزار ۱۶۰ تو ۱۹۵۱ء میں محض اس ایک وجہ سے ۶۴۵۰۳۵۳ نفوس کی آبادی اور ۱۹۶۱ء میں ۱۱۲۷۰۳۳ نفوس کی آبادی بڑھ جائے گی۔ لیکن اگر شرح اموات میں اُس حساب سے تخفیف ہوئی جتنی ۱۹۲۰ء و ۱۹۴۰ء کے مابین ہوئی تو آبادی کا اضافہ ۱۹۵۱ء میں ۷۰۴۴۱۹۶، اور ۱۹۶۱ء میں ۴۶۱۳۳۹۹۱ ہوجائے گا۔ چناں چہ رپوٹ میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اگر حکومت اور پبلک دونوں مل کر شیرخوار بچّوں کی جانیں بچانے کا انتظام کریں اور ایک دوسرے کی اعانت کریں تو اِس اضافۂ آبادی میں معقول ترقی ہوسکتی ہے

ہندستان میں بہ حالتِ زچگی کتنی مائیں مرجاتی ہیں اس کے اعداد نہیں دیے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ اعداد جمع نہیں ہوسکے۔ لیکن یہ بتایا

گیا ہے کہ اب سے دس سال پہلے کلکتہ میں یہ اعداد جمع کیے گئے تھے تو ان اموات کی شرح فی ہزار ۲۴½ نکلی تھی اور رائے یہ ظاہر کی گئی ہے کہ کُل ہندستان کا اوسط تقریباً فی ہزار ۲۰ ہوگا۔ اس کے مقابلے میں انگلستان اور ویلز میں شرح تعداد اموات بہ حالتِ زچگی صرف ۲٫۹ بتائی جاتی ہے، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندستان میں زچگی کے انتظامات کس قدر ناقص ہیں اور کتنی کثیر التعداد مائیں ولادت کی علالتوں سے بہتر انتظامات کی صورت میں بچائی جاسکتی ہیں۔ رپوٹ میں بتایا گیا ہے کہ اگر اموات بہ حالتِ زچگی کی تعداد فی ہزار ایک بھی کم کی جاسکے تو ایک سال میں ۶۳۰۰۰ عورتوں کا آبادی میں اضافہ ہوجائے گا اور دس سال میں چھ لاکھ کا۔ پھر یہی نہیں کہ ان عورتوں کی تعداد بڑھنے سے صرف انھی کی آبادی بڑھے گی بلکہ ان کے زِندہ رہنے سے آیندہ ان سے اور بچّے پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ یعنی اضافہٗ آبادی کا حساب یہ ہوگا کہ اموات بہ حالتِ زچگی کی تخفیف کو اس عدد سے ضرب دیا جائے جتنی ہر عورت میں بچّے پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔

شرح پیدائش و اموات و شرح اموات بچگان

سال	شرح پیدائش فی ہزار	شرح اموات فی ہزار	شرح اموات شیرخوار بچگان
سنہ ۱۹۲۰ء	۳۳	۳۱	۱۹۵
سنہ ۱۹۲۱ء	۳۲	۳۱	۱۹۸
سنہ ۱۹۲۲ء	۳۲	۲۴	۱۷۵

سال	شرح پیدائش فی ہزار	شرح اموات فی ہزار	شرح اموات شیرخوار بچگان
۱۹۲۳ء	۳۴	۲۵	۱۷۶
۱۹۲۴ء	۳۳	۲۸	۱۸۹
۱۹۲۵ء	۳۲	۲۴	۱۷۴
۱۹۲۶ء	۳۳	۲۵	۱۸۹
۱۹۲۷ء	۳۳	۲۳	۱۶۷
۱۹۲۸ء	۳۴	۲۴	۱۷۳
۱۹۲۹ء	۳۳	۲۴	۱۷۸
۱۹۳۰ء	۳۳	۲۵	۱۷۸
۱۹۳۱ء	۳۵	۲۵	۱۷۹
۱۹۳۲ء	۳۴	۲۲	۱۶۹
۱۹۳۳ء	۳۶	۲۳	۱۷۱
۱۹۳۴ء	۳۴	۲۵	۱۸۷
۱۹۳۵ء	۳۵	۲۴	۱۶۴
۱۹۳۶ء	۳۶	۲۳	۱۶۲
۱۹۳۷ء	۳۵	۲۲	۱۶۲
۱۹۳۸ء	۳۴	۲۴	۱۶۷
۱۹۳۹ء	۳۴	۲۲	۱۵۶
۱۹۴۰ء	۳۳	۲۲	۱۶۰

امراضِ وبائی سے اموات کی شرح فی ہزار آبادی

سال	ہیضے سے	چیچک سے	طاعون سے
سنہ ۱۹۲۰ء	ر۶	ر۴	ر۴
سنہ ۱۹۲۱ء	۱ر۹	ر۲	ر۳
سنہ ۱۹۲۲ء	ر۵	ر۲	ر۳
سنہ ۱۹۲۳ء	ر۳	ر۲	ر۹
سنہ ۱۹۲۴ء	۱ر۲	ر۲	۱ر۵
سنہ ۱۹۲۵ء	ر۵	ر۳	ر۵
سنہ ۱۹۲۶ء	ر۵	ر۵	ر۸
سنہ ۱۹۲۷ء	۱ر۲	ر۵	ر۲
سنہ ۱۹۲۸ء	۱ر۴	ر۴	ر۵
سنہ ۱۹۲۹ء	۱ر۲	ر۳	ر۳
سنہ ۱۹۳۰ء	۱ر۳	ر۳	ر۳
سنہ ۱۹۳۱ء	۱ر۹	ر۱	ر۲
سنہ ۱۹۳۲ء	ر۳	ر۲	ر۲
سنہ ۱۹۳۳ء	ر۳	ر۴	ر۲
سنہ ۱۹۳۴ء	ر۸	ر۳	ر۳
سنہ ۱۹۳۵ء	ر۸	ر۳	ر۱
سنہ ۱۹۳۶ء	ر۶	ر۴	ر۰۴
سنہ ۱۹۳۷ء	ر۴	ر۲	ر۱
سنہ ۱۹۳۸ء	ر۹	ر۱	ر۰۶
سنہ ۱۹۳۹ء	ر۴	ر۲	ر۱

شیر خوار بچوں کی شرح اموات میں تخفیف سے اضافۂ آبادی کے امکانات

(سنہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۰ء تک)

سال	شرح اموات شیر خوار بچگان	تعداد پیدائش کل ہند میں	تعداد زائد بچیوں کی جو ایک سال کی عمر تک سلامت رہیں	ان سے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد (پہلی نسل)
سنہ ۱۹۲۰ء	۱۹۵	۹۹۷۹۹۲۸	-	-
سنہ ۱۹۲۱ء	۱۹۸	۹۸۸۰۹۰۸	۶۸۹۴	-
سنہ ۱۹۲۲ء	۱۷۵	۹۷۷۵۲۹۶	۱۳۶۴۰	-
سنہ ۱۹۲۳ء	۱۷۶	۱۰۸۱۳۰۶۶	۲۲۶۳۳	-
سنہ ۱۹۲۴ء	۱۸۹	۱۰۶۵۲۳۳۷	۲۹۷۲۸	-
سنہ ۱۹۲۵ء	۱۷۴	۱۰۴۳۲۶۷۸	۲۶۳۹۴	-
سنہ ۱۹۲۶ء	۱۸۹	۱۰۷۶۶۴۴۳	۴۵۰۷۱	-
سنہ ۱۹۲۷ء	۱۶۷	۱۰۹۶۹۹۰۹	۵۳۵۷۶	-
سنہ ۱۹۲۸ء	۱۷۳	۱۱،۴۵۲۱۹۳	۶۳۹۲۲	-

سال	شرح اموات شیرخوار بچگان	تعداد پیدائش کل ہند میں	تعداد زائد بچوں کی جو ایک سال کی عمر تک سلامت رہیں	ان سے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد (پہلی نسل)
۱۹۲۹ء	۱۷۸	۱۱۰۲۸۳۰۲	۶۹۲۵۰	-
۱۹۳۰ء	۱۷۸	۱۱۱۶۶۴۵۵	۷۷۹۱۰	-
۱۹۳۱ء	۱۷۹	۱۱۷۵۵۴۹۴	۹۰۲۲۰	-
۱۹۳۲ء	۱۶۹	۱۱۶۳۴۰۵۲	۹۷۴۰۵	-
۱۹۳۳ء	۱۷۱	۱۲۴۴۱۰۹۴	۱۱۲۸۴۲	۱۷
۱۹۳۴ء	۱۸۶	۱۱۹۲۱۰۶۶	۱۱۶۴۴۳	۸۴
۱۹۳۵ء	۱۶۴	۱۲۴۳۰۵۲۱	۱۳۰۰۹۲	۲۷۴
۱۹۳۶ء	۱۶۲	۱۲۷۸۲۰۷۸	۱۴۲۶۸۹	۷۰۶
۱۹۳۷ء	۱۶۲	۱۲۵۶۴۸۷۵	۱۴۹۰۳۱	۱۵۶۵
۱۹۳۸ء	۱۶۷	۱۲۵۸۵۰۶۸	۱۵۸۰۵۱	۳۰۸۵
۱۹۳۹ء	۱۵۶	۱۲۵۲۲۹۸۰	۱۶۶۰۰۹	۵۵۳۳
۱۹۴۰ء	۱۶۰	۱۲۴۴۶۸۰۳	۱۷۳۶۸۳	۹۱۸۲

شیرخوار بچّوں کی شرح اموات میں تخفیف سے اضافۂ آبادی کے امکانات

(۱۹۴۱ء سے ۱۹۶۱ء تک)

سال	تعداد پیدائش کل ہند میں	تعداد بچیوں کی جو ایک سال کی عمر تک سلامت رہیں		ان سے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد		
				پہلی نسل		دوسری نسل
		۱۹۴۱ء کی شرح پیدائش و اموات کے حساب سے	۱۹۲۰ء اور ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں جو تخفیف اموات شیرخوار بچگان میں ہوئی ہے اس کے حساب سے	۱۹۴۱ء کی شرح پیدائش و اموات کے حساب سے	۱۹۲۰ء اور ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں جو تخفیف اموات شیرخوار بچگان میں ہوئی ہے اس کے حساب سے	
۱۹۴۱ء	۱۳۰۸۶۹۳۴	۱۸۲۶۱۵	۱۸۲۲۶۰	۱۴۲۶۷	۱۴۲۶۷	۰
۱۹۴۲ء	۱۳۲۳۷۶۸۶	۱۸۴۷۱۹	۱۹۱۲۲۹	۲۰۹۸۶	۲۰۹۸۶	۰
۱۹۴۳ء	۱۳۳۸۸۴۳۸	۱۸۶۸۲۳	۲۰۰۱۹۸	۲۹۴۸۲	۲۹۴۸۲	۰
۱۹۴۴ء	۱۳۵۳۹۱۹۰	۱۸۸۹۲۶	۲۰۹۱۶۸	۳۹۸۲۲	۳۹۸۲۲	۰
۱۹۴۵ء	۱۳۶۸۹۹۴۲	۱۹۱۰۳۰	۲۱۸۱۳۷	۵۲۰۳۹	۵۲۰۳۹	۰
۱۹۴۶ء	۱۳۸۴۰۶۹۴	۱۹۳۱۳۳	۲۲۷۱۰۷	۶۶۰۹۹	۶۶۰۹۹	۰
۱۹۴۷ء	۱۳۹۹۱۴۴۶	۱۹۵۲۳۷	۲۳۶۰۷۶	۸۱۰۶۷	۸۱۰۶۷	۰
۱۹۴۸ء	۱۴۱۴۲۱۹۸	۱۹۷۳۴۱	۲۴۵۰۴۶	۹۹۵۸۳	۹۹۵۸۳	۰
۱۹۴۹ء	۱۴۲۹۲۹۵۰	۱۹۹۴۴۴	۲۵۴۰۱۵	۱۱۸۸۵۹	۱۱۸۸۵۹	۳

سال	تعداد پیدائش کل ہند میں	تعداد بچوں کی جو ایک سال کی عمر تک سلامت رہیں		ان سے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد		
				پہلی نسل		دوسری نسل
		سنہ ۱۹۳۱ء کی شرح پیدائش و اموات کے حساب سے	سنہ ۱۹۳۰ء اور سنہ ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں جو تخفیف اموات شیر خوار بچگان میں ہوئی ہے اس کے حساب سے	سنہ ۱۹۳۱ء کی شرح پیدائش و اموات کے حساب سے	سنہ ۱۹۳۰ء اور سنہ ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں جو تخفیف اموات شیر خوار بچگان میں ہوئی ہے اس کے حساب سے	.
سنہ ۱۹۵۰ء	۱۴۴۴۳۷۰۲	۲۰۱۵۴۸	۲۶۲۹۸۵	۱۳۹۷۱۳	۱۳۹۷۱۳	۶
سنہ ۱۹۵۱ء	۱۴۵۹۴۴۵۴	۲۰۳۶۵۱	۲۷۱۹۵۴	۱۶۲۰۴۸	۱۶۲۰۴۸	۱۷
سنہ ۱۹۵۲ء	۱۴۷۴۵۲۰۶	۲۰۵۷۵۵	۲۸۰۹۲۴	۱۸۵۷۱۴	۱۸۵۷۱۴	۴۲
سنہ ۱۹۵۳ء	۱۴۸۹۵۹۵۸	۲۰۷۸۵۹	۲۸۹۸۹۳	۲۱۰۵۸۴	۲۱۰۵۸۳	۹۱
سنہ ۱۹۵۴ء	۱۵۰۴۶۷۱۰	۲۰۹۹۶۲	۲۹۸۸۶۳	۲۳۶۴۵۹	۲۳۶۴۷۳	۱۸۹
سنہ ۱۹۵۵ء	۱۵۱۹۷۴۶۲	۲۱۲۰۶۶	۳۰۷۸۳۲	۲۶۳۱۲۳	۲۶۳۱۹۷	۳۶۰
سنہ ۱۹۵۶ء	۱۵۳۴۸۲۱۴	۲۱۴۱۷۰	۳۱۶۸۰۲	۲۹۰۳۲۱	۲۹۰۵۶۷	۶۵۴
سنہ ۱۹۵۷ء	۱۵۴۹۸۹۶۶	۲۱۶۲۷۳	۳۲۵۷۷۱	۳۱۷۷۶۸	۳۱۸۴۱۰	۱۱۲۷
سنہ ۱۹۵۸ء	۱۵۶۴۹۷۱۸	۲۱۸۳۷۷	۳۳۷۴۱	۳۴۵۱۴۹	۳۴۶۵۸۴	۱۸۵۷
سنہ ۱۹۵۹ء	۱۵۸۰۰۴۷۰	۲۲۰۴۸۰	۳۴۳۷۱۰	۳۷۲۱۳۶	۳۷۴۹۷۳	۲۹۳۸
سنہ ۱۹۶۰ء	۱۵۹۵۱۲۲۲	۲۲۲۵۸۴	۳۵۲۶۸۰	۳۹۸۴۱۲	۴۰۳۴۹۹	۴۴۸۱
سنہ ۱۹۶۱ء	۱۶۱۰۱۹۷۴	۲۲۴۶۸۸	۳۶۱۶۴۹	۴۲۳۶۹۱	۴۳۲۱۱۷	۶۶۰۷

شیرخوار بچوں کی شرح اموات میں کمی سے آبادی میں کتنا اضافہ ہوگا

	سنہ ۱۹۳۱ء میں	سنہ ۱۹۴۱ء میں		سنہ ۱۹۵۱ء میں		سنہ ۱۹۶۱ء میں	
		بحساب شرح اموات سنہ ۱۹۳۱ء	بحساب تخفیف بہ مقابلہ سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۳۱ء	بحساب شرح اموات سنہ ۱۹۳۱ء	بحساب تخفیف بہ مقابلہ سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۳۱ء	بحساب شرح اموات سنہ ۱۹۳۱ء	بحساب تخفیف بہ مقابلہ سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۳۱ء
شرح اموات شیرخوار بچگان میں تخفیف سے بچوں کی تعداد میں اضافہ	۸۰۷۴۷۰	۳۰۵۲۹۸۵	۳۰۵۲۶۱۹	۵۹۱۹۰۶۱	۶۵۱۲۹۰۴	۸۷۳۲۹۲۹	۱۰۹۹۳۴۵۸
ان سے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد (الف) پہلی نسل	۰	۲۱۵۹۵	۲۱۵۹۵	۵۳۱۲۷۶	۵۳۱۲۷۶	۲۳۸۲۶۱۸	۲۳۹۴۲۰۲
(ب) دوسری نسل	۰	۰	۰	۱۶	۱۶	۴۴۸۶	۱۱۴۸۶
میزان	۸۰۷۴۷۰	۳۰۷۴۵۸۰	۳۰۷۴۲۱۴	۶۴۵۰۳۵۳	۷۰۴۴۱۹۶	۱۱۱۲۰۰۳۳	۱۳۳۹۹۱۴۶

گویا سنہ ۱۹۶۱ء تک اگر بچوں کی شرح اموات سنہ ۱۹۳۱ء کے مطابق یعنی ۱۶۰ فی ہزار رہی تو صرف اس ایک مد میں ہندستان کی آبادی ایک کروڑ ۱۱ لاکھ بڑھ جائے گی اور اگر اموات کی تخفیف اُس حساب سے ہوئی جیسی سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۳۱ء کے مقابلے سے ظاہر ہوتی ہے تو آبادی میں اضافہ تقریباً ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ہوجائے گا۔

اب ہم ایک جدول پیش کرتے ہیں جس میں ہندستان کی شرح اموات و پیدائش کا دوسرے ممالک سے مقابلہ کیا گیا ہے :-

شرحِ پیدائش و اموات ممالکِ عالم

نام ملک		شرح اموات فی ہزار	شرح پیدائش فی ہزار
ہندستان	(سنہ ۱۹۳۹ء میں)	۲۱ر۸	۳۳
جنوبی افریقہ	(،،)	۹ر۴	۲۵ر۴
کنیڈا	(سنہ ۱۹۴۰ء میں)	۹ر۷	۲۱ر۴
دولِ متحدہ امریکہ	(،،)	۱۰ر۸	۱۷ر۹
سیلون	(،،)	۲۰ر۶	۰
جاپان	(سنہ ۱۹۳۸ء میں)	۱۷ر۶	۲۷
جرمنی	(سنہ ۱۹۴۰ء میں)	۱۲ر۷	۲۰
فرانس	(سنہ ۱۹۳۹ء میں)	۱۵ر۳	۱۴ر۶
یونان	(،،)	۱۳	۲۳ر۵
آئرستان	(سنہ ۱۹۴۰ء میں)	۱۴ر۲	۱۹ر۱
بلجیم	(،،)	۱۶ر۱	۰
ڈنمارک	(،،)	۱۰ر۴	۰
ہنگری	(،،)	۱۴ر۴	۰
اٹلی	(،،)	۱۳ر۴	۲۳ر۴
ناروے	(،،)	۱۰ر۷	۱۶
نیدرلینڈز	(،،)	۹ر۹	۲۰ر۸

نام ملک		شرح اموات فی ہزار	شرح پیدائش فی ہزار
پولستان	(سنہ ۱۹۳۸ء میں)	۱۳٫۸	۲۴٫۵
دول متحدہ انگلستان	(سنہ ۱۹۴۰ء میں)	۱۳٫۹	۱۵
سویڈن	(")	۱۱٫۴	۱۵
سوئزرلینڈ	(")	۱۲٫۱	۱۵٫۲
آسٹریلیا	(")	۹٫۷	۱۸
یوگوسلافیا	(سنہ ۱۹۳۹ء میں)	۱۵	۲۵٫۹
مصر	(سنہ ۱۹۳۸ء میں)	۰	۴۳٫۴

---

۵ - خواندگی کی حالت

سنہ ۱۹۴۱ء کی رپوٹ جس طرح اور کئی اہم معاملات میں خاموش ہی اُسی طرح ہندستان میں خواندگی کے بارے میں تشنہ ہی اور بجز دو صفحے کے ایک مختصر نوٹ کے نہ کوئی نقشہ دیا گیا ہی اور نہ جدول اور نہ کسی طرح کے اعداد وشمار دیے گئے ہیں جن سے تفصیلی صورتِ حال معلوم ہو سکے اور مزید تفصیلات کے لیے صوبہ جات کی جداگانہ رپوٹوں سے رجوع کرنے کی ہدایت کی گئی ہی - چوں کہ تمام صوبہ جات کی رپوٹوں کا مطالعہ کر کے کُل ہندستان کی صحیح حالت کا اندازہ لگانا کوہ کندن وکاہ برآوردن کے مصداق ہوگا اس لیے پھر سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری سے مدد لینی پڑتی ہی تاکہ اُس وقت تک کی صحیح صورتِ حال کا تعین ہو جائے اور اس کے بعد سنہ ۱۹۴۱ء کی رپوٹ کے نوٹ میں جو مختصر اشارات کیے گئے ہیں اُنھیں دیکھا جائے -

سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ میں خواندگی کی حالت کے متعلق نہایت شرح و بسط کے ساتھ نقشے، جدولیں اور اعداد دیے گئے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۱۹۲۱ء کے مقابلے میں سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ½۵۵ لاکھ سے اوپر پڑھے لکھوں کا اضافہ ہوا - یعنی سنہ ۱۹۲۱ء میں ان کی تعداد ۲۲۶۲۳۶۵۱ تھی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں ۲۸۱۳۸۸۵۶ ہوگئی - یعنی اول الذکر سال میں ان کا تناسب آبادی میں ۱ء۷ فی صدی تھا اور سنہ ۱۹۳۱ء میں ۸ فی صدی ہوگیا - ان اعداد میں پڑھے لکھوں سے مراد وہ لوگ لیے گئے ہیں جو

معمولی خط لکھ سکتے ہیں اور اس کا جواب پڑھ سکتے ہیں۔ جو لوگ صرف پڑھ سکتے ہیں اور لکھ نہیں سکتے وہ اس میں شامل نہیں ہیں اور وہ بچے بھی شامل نہیں کیے گئے جن کی عمر ۵ سال سے کم ہے۔ وہ مسلمان بھی اس میں شامل نہیں ہیں جن کی استعداد صرف قرآن شریف ناظرہ پڑھنے تک محدود ہے اور اس کے سوا وہ کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتے۔

خواندگی کی رفتارِ ترقی ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری میں یہ دکھائی گئی ہے کہ ۱۸۸۱ء میں کُل ہندستان کے اندر فی ہزار آبادی ۳۵ آدمی نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے۔ ۱۸۹۱ء میں ان کی تعداد فی ہزار آبادی ۴۵ ہوگئی اور ۱۹۰۱ء میں ۴۷، ۱۹۱۱ء میں ۵۹، ۱۹۲۱ء میں ۷۲، اور ۱۹۳۱ء میں ۸۰ ہوگئی۔ مردوں اور عورتوں کا تناسب یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۸۸۱ء میں فی ہزار مرد ۶۵ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے اور ۱۸۹۱ء میں ایسے لوگوں کی تعداد فی ہزار مردوں کی آبادی کے ۸۸ تھی ۱۹۰۱ء میں ۹۹، ۱۹۱۱ء میں ۱۰۵، ۱۹۲۱ء میں ۱۲۰، اور ۱۹۳۱ء میں ۱۳۶۔ عورتیں ۱۸۸۱ء میں فی ہزار زنانی آبادی صرف ۲ نوشت و خواند کی استعداد رکھتی تھیں۔ ۱۸۹۱ء میں ان کی تعداد فی ہزار زنانی آبادی ۴ تھی، ۱۹۰۱ء میں ۷، ۱۹۱۱ء میں ۱۰، ۱۹۲۱ء میں ۱۹، اور ۱۹۳۱ء میں ۲۵۔ انگریزی میں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والے ۱۸۹۱ء میں فی دس ہزار آبادی صرف ۱۹ تھے اور ۱۹۰۱ء میں ۳۶، ۱۹۱۱ء میں ۵۱، ۱۹۲۱ء میں ۸۰، اور ۱۹۳۱ء میں ۱۰۱۔

۱۹۳۱ء میں خواندگی کی حالت یہ تھی کہ کُل ہندستان میں ایک ہزار کی آبادی میں صرف ۸۳ نوشت و خواند کی استطاعت رکھتے تھے اور

۹۱۷ بالکل بے پڑھے لکھے تھے۔ مرد نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والے فی ہزار ۱۳۸ اور عورتیں فی ہزار صرف ۲۳ تھیں۔ یعنی ہزار میں ۸۶۲، ان پڑھ مرد اور ہزار میں ۹۷۷، ان پڑھ عورتیں تھیں۔ مختلف اقوام کا تناسب یہ تھا کہ ہندوؤں کی فی ہزار آبادی میں ۸۴ خواندہ اور ۹۱۶، ان پڑھ تھے۔ ہندو مردوں میں فی ہزار ۱۴۴ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے اور ۸۵۶، ان پڑھ تھے۔ ہندو عورتوں میں فی ہزار ۲۱ نوشت و خواند کی استعداد رکھتی تھیں اور ۹۷۹ ان پڑھ تھیں۔ سکھ مردوں میں فی ہزار ۱۳۸ خواندہ ۸۶۲، ان پڑھ تھے۔ سکھ عورتوں میں فی ہزار ۲۹ خواندہ اور ۹۷۱ ان پڑھ تھیں۔ جینی مرد فی ہزار ۵۸۲ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے اور ۴۱۸، ان پڑھ تھے۔ جینی عورتوں میں فی ہزار ۱۰۶ نوشت و خواند کی استعداد رکھتی تھیں اور ۸۹۴، ان پڑھ تھیں۔ پارسیوں میں پڑھے لکھوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی یعنی ہزار کی آبادی میں ۷۹۱ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے اور صرف ۲۰۹ ان پڑھ تھے۔ ان کے مردوں میں فی ہزار ۸۴۵ خواندہ اور صرف ۱۵۵، ان پڑھ تھے۔ عورتوں میں فی ہزار ۷۳۴ خواندہ اور ۲۶۶ ان پڑھ تھیں۔

مسلمان ایک ہزار میں صرف ۶۴ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے اور ۹۳۶، ان پڑھ تھے۔ ان کے مردوں میں فی ہزار ۱۰۷ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے اور ۸۹۳، ان پڑھ تھے۔ عورتوں میں فی ہزار صرف ۱۵ خواندہ اور ۹۸۵، ان پڑھ تھیں۔ عیسائی مرد فی ہزار ۳۵۲، خواندہ اور ۶۴۸، ان پڑھ تھے۔ عورتیں فی ہزار ۲۰۳ نوشت و خواند کی استعداد رکھتی تھیں اور ۷۹۷ ان پڑھ تھیں۔ خواندگی کا تناسب یہودیوں میں بھی معقول تھا یعنی فی ہزار ۴۱۶، جس میں مرد فی ہزار ۴۸۸، اور

عورتیں فی ہزار ۳۳۸ تھیں۔ ان پڑھ یہودیوں کی تعداد فی ہزار ۵۸۴ تھی۔
یعنی مرد فی ہزار ۵۱۲، اور عورتیں فی ہزار ۶۶۲۔

مختلف صوبہ جات و علاقہ جاتِ ہند میں نوشت و خواند کی استعداد

کا حال سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے بہ موجب یہ تھا کہ کُل برطانوی اور ریاستی ہند میں فی ہزار آبادی صرف ۹۵ خواندہ تھے۔ مردوں میں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والوں کا تناسب فی ہزار ۱۵۶ تھا اور عورتوں میں صرف ۲۹ صوبہ جات برطانوی ہند میں بہ حیثیت مجموعی ہزار میں ۹۹ خواندہ تھے۔ مردوں کا تناسب فی ہزار ۱۶۳، اور عورتوں کا فی ہزار ۲۹ تھا۔ سب سے زیادہ نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والوں کا تناسب صوبۂ بلوچستان میں تھا یعنی فی ہزار ۳۳۶ مردوں کا تناسب اس صوبے میں ۳۹۷ تھا اور عورتوں کا ۱۵۶ اس کے بعد کورگ کا نمبر ہے جہاں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والے فی ہزار ۱۷۶ تھے۔ مرد فی ہزار ۲۴۶، اور عورتیں فی ہزار ۸۷ اس کے بعد صوبۂ دہلی کا نمبر تھا جہاں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والے فی ہزار ۱۶۳ تھے، مرد فی ہزار ۲۲۶ اور عورتیں فی ہزار ۷۲ دیگر صوبہ جاتِ ہند میں تناسب بہ حیثیتِ مجموعی اور مردوں کا اور عورتوں کا علی الترتیب فی ہزار یہ تھا کہ صوبہ اجمیر میرواڑہ میں ۱۲۵، ۲۲۳، ۴۱ بنگال میں ۱۱۱، ۱۸۲، ۳۳ بمبئی میں ۱۰۸، ۱۷۶، ۳۱ مدراس میں ۱۰۸، ۱۸۵، ۳۰ آسام میں ۹۳، ۱۵۶، ۲۲ سی پی بہ شمول برار میں ۶۶، ۱۲۰، ۱۲ یوپی میں ۵۵، ۹۴، ۱۱ بہار و اوڑیسہ میں ۵۳، ۹۸، ۸ صوبہ سرحدی میں ۴۹، ۸۰، ۱۲

ریاستی علاقوں میں بہ حیثیت مجموعی ہزار میں ۸۲ نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے۔ مرد فی ہزار ۱۳۰، عورتیں فی ہزار ۲۹ ریاست کوچین میں تناسب سب سے زیادہ تھا اور ریاست سیکم میں سب سے کم۔ خاص خاص ریاستوں کے اعداد علی الترتیب یہ تھے کہ ریاست کوچین میں ۳۳۷، ۴۶۰، ۲۳۰ ٹراونکور میں ۲۸۹، ۴۰۸، ۱۶۸ بڑودہ میں ۲۰۹، ۳۳۱، ۷۹ میسور میں ۱۰۶، ۱۷۴، ۳۳ حیدر آباد میں ۵۰، ۸۵، ۱۲۔ گوالیار میں ۴۷، ۷۸، ۱۱ جموں و کشمیر میں ۴۰، ۷۰، ۶ سیکم میں ۳۵، ۶۶، ۳

تعلیمی اداروں میں اضافے کی رفتار سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری میں یہ دکھائی گئی ہی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں ہنڈستان کے اندر ۱۸۶ کالج اور یونی ورسٹیاں تھیں جن میں ۲۰۴۴۷ طلبہ زیرِ تعلیم تھے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں کالجوں اور یونی ورسٹیوں کی تعداد ۱۹۳، اور ان کے طلبہ کی تعداد ۳۱۴۴۷ تھی۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں کالج اور یونی ورسٹیاں ۲۳۳، اور طلبہ ۵۹۵۹۵ تھے۔ اور سنہ ۱۹۳۱ء میں ۳۳۳ کالج اور یونی ورسٹیاں اور ۹۲۰۲۸ طلبہ تھے۔ ثانوی مدارس کل ہنڈستان کے اندر سنہ ۱۹۰۱ء میں ۵۴۱۶، اور ان کے طلبہ ۵۸۲۵۵۱ تھے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں ثانوی مدارس ۶۴۴۲، اور ان کے طلبہ ۸۹۰۰۶۱ تھے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں ثانوی مدارس ۸۸۱۶، اور ان کے طلبہ ۱۲۳۹۵۲۴ تھے اور سنہ ۱۹۳۱ء میں ثانوی مدارس ۱۳۵۸۱ اور ان کے طلبہ ۲۲۸۶۴۱۱ تھے ابتدائی مدارس سنہ ۱۹۰۱ء میں ۹۷۱۱۶، اور ان کے طلبہ ۳۱۵۰۰۶۸ تھے۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں ابتدائی مدارس ۱۱۸۴۱۳، اور ان کے طلبہ ۴۵۷۵۴۶۵ تھے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں

ابتدائی مدارس ۱۵۸۷۹۲، اور ان کے طلبہ ۶۳۱۰۴۵۱ تھے۔ ۱۹۳۱ء
میں ابتدائی مدارس ۲۰۴۳۸۴ تھے، اور ان کے طلبہ ۹۳۶۲۷۴۸
خصوصی مدارس ۱۹۰۱ء میں ۹۵۶ تھے اور ان کے طلبہ ۳۳۹۵۰
۱۹۱۱ء میں ایسے مدارس ۵۷۸۳ تھے اور ان کے طلبہ ۱۶۴۵۴۴
۱۹۲۱ء میں خصوصی مدارس ۳۹۴۶ تھے اور ان کے طلبہ ۱۳۲۷۰۶
۱۹۳۱ء میں خصوصی مدارس ۸۸۹۱، اور ان کے طلبہ ۳۱۵۶۵۰ تھے۔
غیر ملحقہ مدارس ۱۹۰۱ء میں ۴۳۲۹۲، ۱۹۱۱ء میں ۳۹۴۹۱، ۱۹۲۱ء
میں ۳۳۹۲۹، اور ۱۹۳۱ء میں ۳۴۸۷۹ تھے اور ان کے طلبہ
علی الترتیب ۶۱۷۸۱۸، ۶۳۰۴۳۸، ۶۳۹۱۲۵ اور ۶۳۲۲۴۹ تھے۔

انگریزی میں نوشت وخواندگی کی استعداد کے متعلق ۱۹۳۱ء کی رپوٹ
میں یہ بتایا گیا ہو کہ سارے ہندستان میں فی دس ہزار آبادی صرف ۱۲۳ یہ
استعداد رکھتے تھے جس میں مردوں کا تناسب فی دس ہزار ۲۱۲، اور عورتوں کا
فی دس ہزار صرف ۲۷ تھا۔ ہندوؤں میں یہ اوسط فی دس ہزار ۱۱۳ تھا۔ ان کے
مردوں میں فی دس ہزار ۲۰۴، اور عورتوں میں فی دس ہزار صرف ۱۶۔ مسلمانوں
میں انگریزی نوشت وخواند کی استعداد رکھنے والے فی دس ہزار صرف ۹۲
تھے۔ مرد فی دس ہزار ۱۶۴، اور عورتیں فی دس ہزار ۱۱۔ پارسیوں میں انگریزی
نوشت وخواندگی کا تناسب سب سے زیادہ تھا یعنی فی دس ہزار ۵۰۴۱
مردوں کا فی دس ہزار ۶۳۹۶، اور عورتوں کا فی دس ہزار ۳۵۹۲ اس
کے بعد یہودیوں کا نمبر تھا جن کے فی دس ہزار آبادی ۲۶۳۶ انگریزی
نوشت وخواند کی استعداد رکھتے تھے۔ مرد فی دس ہزار ۳۴۹۲ اور عورتیں
فی دس ہزار ۱۷۱۰۔ عیسائی تیسرے نمبر پر تھے یعنی ان کی فی دس ہزار آبادی

۹۱۹، انگریزی نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے۔ مرد فی دس ہزار ۴
اور عورتیں فی دس ہزار ۶۴۹ چوتھا نمبر جینیوں کا تھا جن کی دس ہز
آبادی میں ۳۰۸ انگریزی نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے۔ مرد
دس ہزار ۵۷۱ اور عورتیں فی دس ہزار ۲۰ سکھوں میں فی دس ہزا
آبادی ۱۵۱ انگریزی نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے۔ مرد فی ہز
۲۵۱ اور عورتیں فی دس ہزار ۲۱ بودھ مت والے فی دس ہزار ۱۹
انگریزی نوشت و خواند کی استعداد رکھتے تھے۔ مرد فی دس ہزار ۲۰۷
اور عورتیں فی دس ہزار ۲۶

سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ میں تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے بھی مفصل
اعداد دیے گئے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ کم از کم ۱۵۳۰۹ تعلیم
لوگ بے روزگار تھے جن میں سے ۴۸ بیرونِ ہند کے ڈگری یافتہ تھے
اور باقی وہ لوگ تھے جنھوں نے ہندستان ہی کے تعلیمی اداروں سے
امتحانات پاس کیے۔ رپوٹ میں اس کی شکایت کی ہو کہ جن لوگوں
کو فارم بھر کر واپس کرنے کے لیے دیے گئے انھوں نے بہت
کم توجّہ کی اور اکثر فارم واپس ہی نہیں پہنچے اس لیے حقیقتاً تعلیم یا
بے روزگاروں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہوگی۔

سنہ ۱۹۴۱ء کی رپوٹ مردم شماری میں یہ اعداد بالکل نہیں ملتے،
نہ ان کے متعلق کوئی جدول یا نقشہ دیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے سنہ ۱۹۴۲
تک جو سالانہ کتابیں (ایربک) شائع ہوئیں ان میں سنہ ۱۹۳۱
ہی تک کا حال ملتا ہو۔ دو صفحے کا مختصر نوٹ جو اس رپوٹ میں
دیا گیا ہو اُس سے مجملاً صرف اتنا معلوم ہوتا ہو کہ سنہ ۱۹۴۱ء میں

بہ مقابلہ ۱۹۳۱ء کے سارے ہندستان میں بہ حیثیت مجموعی نوشت و خواندگی کی استعداد رکھنے والوں میں ۷۰ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ مردوں میں اضافہ ۶۰ فی صدی تھا اور عورتوں میں ۱۵۰ فی صدی۔ برطانوی ہند میں اضافہ ۸۰ فی صدی ہوا اور ریاستوں میں ۷۰ فی صدی۔ پنجاب میں نوشت و خواندگی کی استعداد رکھنے والوں کا اضافہ سب سے زیادہ نمایاں رہا یعنی ۱۴۰ فی صدی۔ مردوں میں ۱۱۰ فی صدی اور عورتوں میں ۳۹۰ فی صدی۔ یوپی میں اضافہ دس سال میں ۸۰ فی صدی ہوا۔ مردوں میں ۷۰ فی صدی اور عورتوں میں ۱۷۰ فی صدی۔ پھر بھی اس صوبے میں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والوں کا تناسب آبادی میں اب بھی صرف ۸ فی صدی ہے۔ اور عورتوں میں صرف ۲ فی صدی۔ باوجود اس کے کہ یونی ورسٹیوں کی تعداد اس صوبے میں سب سے زیادہ ہے۔ نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والوں کا تناسب صوبہ جات ہند میں سب سے زیادہ صوبۂ بمبئی میں ہے یعنی مردوں میں ۳۰ فی صدی اور عورتوں میں ۹ فی صدی۔ بنگال میں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والے کل آبادی میں ۱۶ فی صدی ہیں۔ مردوں میں ۲۵ فی صدی اور عورتوں میں ۷ فی صدی۔ ریاست ہائے ہند میں کوچین اور ٹراونکور میں نوشت و خواند کی استعداد رکھنے والے کل آبادی میں ۴۵ فی صدی ہیں۔ مردوں میں ۵۶ فی صدی اور عورتوں میں ۳۴ فی صدی۔

تعداد طلبہ وطالبات تمام سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں

سال	لڑکے	لڑکیاں	میزان
سنہ ۳۵-۱۹۳۴ء	۱۰۶۱۱۶۲۳	۲۸۹۰۲۴۶	۱۳۵۰۶۸۶۹
سنہ ۳۶-۱۹۳۵ء	۱۰۸۰۲۷۰۹	۳۰۱۳۴۴۰	۱۳۸۱۶۱۴۹
سنہ ۳۷-۱۹۳۶ء	۱۱۰۰۷۶۸۱	۳۱۳۸۳۵۷	۱۴۱۴۶۰۳۸
سنہ ۳۸-۱۹۳۷ء	۱۰۸۱۹۵۹۲	۳۰۱۲۲۶۸	۱۳۸۳۱۸۶۰
سنہ ۳۹-۱۹۳۸ء	۱۱۳۴۴۹۷۲	۳۱۶۳۶۴۳	۱۴۵۰۸۶۱۵
سنہ ۴۰-۱۹۳۹ء	۱۱۸۷۴۴۸۲	۳۴۲۱۹۰۷	۱۵۲۹۶۳۹۹
سنہ ۴۱-۱۹۴۰ء	۱۲۲۰۰۶۹۲	۳۵۶۹۱۹۸	۱۵۷۶۹۸۹۰

درس گاہوں اور طلبہ کی تعداد

درس گاہیں	سنہ ۴۰-۱۹۳۹ء میں		سنہ ۴۱-۱۹۴۰ء میں	
	تعداد درس گاہ	تعداد طلبہ	تعداد درس گاہ	تعداد طلبہ
یونی ورسٹیاں	۱۵	۱۱۷۳۹	۱۵	۱۲۶۲۲
کالج	۳۰۴	۱۰۷۰۰۲	۳۲۵	۱۱۴۱۰۴
حرفتی وتجارتی کالج	۸۱	۲۵۲۶۵	۸۵	۲۶۲۳۶

درس گاہیں	۱۹۳۹-۴۰ء میں		۱۹۴۰-۴۱ء میں	
	تعداد درس گاہ	تعداد طلبہ	تعداد درس گاہ	تعداد طلبہ
ہائی اسکول	۳۷۱۱	۱۲۵۵۹۱۵	۳۸۶۱	۱۳۲۶۱۲۷
مڈل اسکول	۱۰۵۰۳	۱۴۰۳۳۱۳	۱۰۸۵۰	۱۴۲۸۱۱۲
ابتدائی مدارس	۱۸۹۷۵۱	۱۱۴۴۵۳۷۲	۱۸۷۱۶۴	۱۱۷۹۷۸۴۹
خصوصی مدارس	۱۱۰۸۷	۴۵۴۷۹۸	۱۱۶۲۷	۴۷۴۲۷۳
غیر الحاقی مدارس	۲۰۰۵۲	۵۹۲۱۰۵	۱۸۸۶۲	۵۹۰۵۶۵

ہندوستان میں تعلیم پر سرکاری خزانے سے کتنا خرچ ہوتا ہے

سال	روپیہ
سنہ ۱۹۳۱-۳۲ء	۲۷۱۸۵۶۶۲۳
سنہ ۱۹۳۲-۳۳ء	۲۵۷۸۷۵۸۶۸
سنہ ۱۹۳۳-۳۴ء	۲۶۱۷۶۵۱۸۶
سنہ ۱۹۳۴-۳۵ء	۲۶۵۲۱۱۴۲۰
سنہ ۱۹۳۵-۳۶ء	۲۵۷۱۰۶۴۷۰
سنہ ۱۹۳۶-۳۷ء	۲۶۴۰۱۷۸۶۴
سنہ ۱۹۳۷-۳۸ء	۲۶۹۸۶۴۴۸۴
سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء	۲۷۸۱۹۹۴۹۲
سنہ ۱۹۳۹-۴۰ء	۲۹۰۸۷۶۳۲۱
سنہ ۱۹۴۰-۴۱ء	۲۹۸۴۰۳۲۰۵

صوبہ وار تعلیمی خرچ سنہ ۴۱-۱۹۴۰ء

نام صوبہ	روپیہ
آسام	۶۷۰۴۲۷۰
بنگال	۵۲۷۵۸۲۵۵
بہار	۱۸۱۶۶۶۴۸
بمبئی	۴۶۳۳۶۳۶۲
سی پی بہ شمول برار	۱۱۶۸۷۸۸۵
مدراس	۵۹۴۳۱۲۱۵
صوبہ سرحدی	۳۴۵۷۷۴۷
اڑیسہ	۴۲۳۹۹۹۲
پنجاب	۳۴۶۹۵۰۵۳
سندھ	۷۳۱۳۶۹۴
یوپی	۴۴۰۰۷۴۱۶
اجمیر میرواڑہ	۱۲۲۰۶۶۸
بلوچستان	۵۹۱۰۳۴
بنگلور	۱۰۵۸۲۷۳
کورگ	۲۴۴۲۰۴
دہلی	۳۲۱۴۳۴۳
دیگر چھوٹے علاقہ جات	۱۲۷۶۱۴۶
میزان کل برطانوی ہند	۲۹۰۷۶۹۸۶۶

یونی ورسٹیاں اور ان کے وائیس چانسلر

نام یونی ورسٹی مع سالِ بنیاد	نام وائیس چانسلر
کلکتہ (۱۸۵۷ء)	ڈاکٹر بدھان چندر رائے
بمبئی (۱۸۵۷ء)	بی جے وادیا
مدراس (۱۸۵۷ء)	ڈاکٹر اے لکشمنا سوامی مدالیار
الہ آباد (۱۸۸۷ء)	ڈاکٹر امر ناتھ جھا
پنجاب (۱۸۸۲ء)	میاں افضل حسین
لکھنؤ (۱۹۲۰ء)	راجا بشیسور دیال سیٹھ
ناگ پور (۱۹۲۳ء)	مسٹر جسٹس پورانک
ڈھاکہ (۱۹۲۰ء)	خان بہادر کپتان ڈاکٹر ایم۔ سان
پٹنہ (۱۹۲۷ء)	ڈاکٹر سچدانند سنہا
علی گڑھ مسلم (۱۹۲۰ء)	ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد
دہلی (۱۹۲۲ء)	سر ولیم اسپنس
آگرہ (۱۹۲۷ء)	ریورینڈ جے سی چٹرجی
بنارس ہندو (۱۹۱۵ء)	سر ایس رادھا کرشنان
اندھرا (۱۹۲۶ء)	ڈاکٹر سی آر ریڈی
اناملی چدم برم (۱۹۲۹ء)	مسٹر ایم رتھنا سوامی
میسور (۱۹۱۶ء)	
عثمانیہ حیدر آباد (۱۹۱۸ء)	نواب مہدی یار جنگ

نام یونی ورسٹی مع سالِ بنیاد	نام وائس چانسلر
ٹراونکور (سنہ ۱۹۳۸ء)	سر سی پی راما سوامی آئر
اتکال (سنہ ۱۹۴۳ء)	پروفیسر پریچا
سری متی ننھی بائی دامودر تھیکرسے یونی ورسٹی خواتین	مسز ساردا مہتہ
وشوا بھارتی چول پور (سنہ ۱۹۲۱ء)	ڈاکٹر انیندرا ناتھ ٹیگور (پریسیڈنٹ)

۶- زبان

جیسا کہ اس کے پیشتر کہا جا چکا ہی ۱۹۴۱ء کی رپوٹ مرُدم شماری زبان کے معاملے میں بالکل ساکت ہی، لیکن چوں کہ یہ کتاب بغیر زبان کے ذِکر کے نامکمل رہ جاتی اس لیے ۱۹۴۱ء کی رپوٹ کی بے زبانی کی تلافی ۱۹۳۱ء کی رپوٹ سے کی جاتی ہی اس سے کم ازکم اتنا تو معلوم ہوجائے گا کہ ۱۹۳۱ء میں زبان کے متعلق ہمارے مُلک کی کیا حالت تھی۔

۱۹۳۱ء کی رپوٹ میں اس مسئلے پر نہایت ہی سیر حاصل بحث کی گئی ہی اور متعدد نقشے اور جدولیں اور ایک بڑا رنگین نقشہ دیا گیا ہی اور یہ دکھایا گیا ہی کہ ہندستان کی مختلف بولیوں اور زبانوں کے ماخذ کیا ہیں اور ان کے ایک دوسرے پر اثرات کی کیا حالت ہی اور کون کون سی بولیاں یہاں پیدا ہوئیں اور فنا ہوئیں یا اس وقت غیر مہذب قبائل میں رائج ہیں اور رفتہ رفتہ فنا ہورہی ہیں۔ چناں چہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ۱۹۳۱ء کی مرُدم شماری کے بہ موجب ہنُدستان میں ۲۲۵ زبانیں یا بولیاں رائج تھیں جن میں سے بعض ایک دوسرے کی شاخیں یا ہم جنس ہیں اور بعض بہت ہی قلیل التعداد قبائل میں بولی جاتی ہیں۔ اسی لیے رپوٹ میں ۲۳ زبانوں کو مستقل حیثیت دی گئی ہی اور باقی کو "دیگر زبانوں" کی فہرست میں شمار کرایا گیا ہی۔ یہ سب زبانیں بھی ہر صوُبے میں رائج نہیں ہیں بلکہ مختلف صوُبوں

میں بولیوں کی تعداد مختلف ہی ۔ چناں چہ اجمیر میرواڑہ میں تین قسمیں بتائی گئی ہیں یعنی راجستانی، مغربی ہندی اور "دیگر"۔ آسام میں بنگالی، آسامی، مشرقی ہندی، منی پوری، بوڈو، کھیرواری، کھاسی، گارو، اڑیا، میکیر، مشرقی پہاڑی اور "دیگر"۔ بلوچستان میں بلوچی، پشتو، برھوی، سندھی، لہندا یا مغربی پنجابی، مغربی ہندی اور "دیگر"۔ بنگال میں بنگالی، مشرقی ہندی، کھیرواری، اڑیا، کوروکھ، پتورا، مشرقی پہاڑی اور "دیگر"۔ بہار و اڑیسہ میں بہاری، اڑیا، کھیرواری، بنگالی، کوروکھ، کھریا، مالتو اور "دیگر"۔ بمبئی میں مرہٹی، گجراتی، سندھی، کنڑی، مغربی ہندی، بھیلی، راجستانی، بلوچی، خاندیسی، تلنگی اور "دیگر"۔ سی پی بہ شمول برار میں مغربی ہندی، مرہٹی، گونڈی، اڑیا، راجستانی، کورکو، کوروکھ اور "دیگر"۔ کورگ میں کنڑی، کورگی، ملایلم، تولو و "دیگر"۔ دہلی میں مغربی ہندی، راجستانی، پنجابی اور "دیگر"۔ مدراس میں تامل، تلنگی، ملایلم، اڑیا، کنڑی، مغربی ہندی، مرہٹی اور "دیگر"۔ صوبہ سرحدی میں پشتو، لہندا، پنجابی، راجستانی، مغربی ہندی، انگریزی اور "دیگر"۔ پنجاب میں پنجابی، لہندا، مغربی ہندی، مغربی پہاڑی، راجستانی اور "دیگر"۔ یوپی میں مغربی ہندی اور "دیگر"۔ ریاست بڑودہ میں گجراتی، بھیلی، مغربی ہندی اور "دیگر"۔ ریاست کوچین میں ملایلم، تامل، مرہٹی، تلنگی اور "دیگر"۔ ریاست گوالیار میں مغربی ہندی، راجستانی، بھیلی، مرہٹی، گجراتی اور "دیگر"۔ ریاست حیدرآباد میں تلنگی، مرہٹی، کنڑی، مغربی ہندی، راجستانی، گونڈی اور "دیگر"۔ ریاست جموں و کشمیر میں کشمیری، پنجابی، مغربی پہاڑی، راجستانی، بلتستان کی بھوٹیا، لہندا اور "دیگر"۔

ریاست میسور میں کنڑی، تلنگی، مغربی ہندی، تامل اور "دیگر"۔ ریاست ٹراونکور میں ملایلم، تامل، مرہٹی اور "دیگر"۔

ان زبانوں کی وسعت کا یہ حال ہی کہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ مردم شماری کے بہ موجب کُل ہندستان میں سب سے زیادہ تعداد مغربی ہندی بولنے والوں کی تھی یعنی فی دس ہزار آبادی ۲۰۴۱، اُس کے بعد بنگالی بولنے والوں کی یعنی فی دس ہزار آبادی ۱۵۲۵، اس کے بعد علی الترتیب بہاری، تلنگی، مرہٹی، تامل، پنجابی، راجستانی، کنڑی، گجراتی، اُڑیا، ملایلم لہنڈا، کھیرواری اور سندھی بولنے والوں کا نمبر ہی جن کی تعداد فی دس ہزار آبادی سو سے اوپر مگر ۸۰۰ سے نیچے تھی۔ مشرقی ہندی بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی صرف ۲۲۴ تھی۔ دس ہزار آبادی میں ۳۷۱ کی تعداد ایسی زبانیں بولنے والوں کی تھی جنھیں "دیگر" میں شمار کیا گیا ہی۔

اس فہرست میں اُردو کا نام کہیں نظر نہیں آتا ہی، اس لیے کہ بہ ظاہر اسے مغربی ہندی سے خلط ملط کر دیا گیا ہی، اور مغربی ہندی بولنے والوں کی تعداد ہندستان میں تمام دیگر زبان بولنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہونے اور مشرقی ہندی جو خالص ہندی ہی اس کے بولنے والوں کی تعداد ان کے مقابلے میں ایک چوتھائی سے بھی کم ہونے سے اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ اُردو ہی اس مُلک میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہی۔ لیکن اس کے مزید ثبوت کے لیے ایک اور مختصر سی جدول سے مدد ملتی ہی جس میں چند صوبوں کے لوگوں میں ہندی مرہٹی اُردو اور رومن لکھے پڑھوں کی تعداد دی گئی ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صوبہ بلوچستان، صوبہ سی پی بہ شمول برار، صوبہ دہلی، صوبہ

پنجاب، صوبہ وسطی ہند، ریاست حیدرآباد و ریاست جموں و کشمیر کے سات علاقوں میں اردو پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد ۱۹۳۱ء میں تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ اور ہندی پڑھے لکھوں کی تعداد صرف پونے نو لاکھ تھی اور اس میں بھی تقریباً ڈیڑھ لاکھ مرہٹی پڑھے ہوئے آدمیوں کی تعداد شامل تھی۔ ریاست جموں و کشمیر جہاں ہندی کو زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی جارہی ہے وہاں ہندی پڑھے لکھوں کی تعداد ۱۹۳۱ء میں صرف ۷۷۶ تھی۔ یہ جدول اس قدر دلچسپ ہے کہ اسے بجنسہ ۱۹۳۱ء کی رپورٹ مردم شماری سے یہاں نقل کیا جاتا ہے:-

صوبہ یا ریاست	پڑھے لکھوں کی تعداد				
	گورمکھی میں	ہندی میں	مرہٹی میں	اردو میں	رومن میں
بلوچستان	۳۴۹۰	۷۱۱	۱۰۸۳	۱۸۴۲۳	۳۸۴۴
سی پی بشمول برار	۰	۳۸۰۹۵۰ [۱]	۰	۴۴۳۴۷	۰
دہلی	۱۸۲۱	۲۶۰۰۸	۰	۴۷۳۵۸	۱۷۵
پنجاب	۱۹۸۴۸۴	۳۱۶۲۹۶	۰	۹۰۸۵۲۱	۶۵۸۷
صوبہ متوسط	۰	۲۵۵۹۸۱	۱۵۶۱۶	۲۹۴۵۳	۰
حیدرآباد	۰	۰	۰	۱۹۲۰۳۹	۰
جموں و کشمیر	۰	۷۷۶	۰	۳۱۷۸	۰

رپورٹ میں عذر کیا گیا ہے کہ دیگر صوبہ جات کے متعلق اس تفصیل کے ساتھ اعداد موصول نہ ہو سکے۔ کاش اور صوبوں کے اعداد بھی اس

[۱] اس میں مرہٹی پڑھے لکھوں کی تعداد بھی شامل ہے۔

تفصیل کے ساتھ مل سکتے تو بہت ہی کارآمد اور سبق آموز ہوتے اور سارے ہندُستان کے لیے ایک زبان اور ایک رسم الخط کے معین کرنے میں مدد ملتی۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہی کہ ہندُستان کے وہ بڑے بڑے علاقے جہاں اُردُو کا رواج بہ نسبت دیگر علاقوں کے زیادہ ہی مثلاً یوپی وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ اگر تمام علاقوں کے متعلق یہ تفصیلات رپوٹ میں درج ہوتیں تو اعداد و شمار کے سامنے کسی مزید دلیل و حجت کی حاجت نہ رہتی۔ اور دُنیا دیکھ لیتی کہ مختلف زبانوں میں کتنی وسعت ہی۔

رپوٹ میں مُلکی زبان اور رسم الخط کے سلسلے میں لکھا ہی کہ "ہندُستان میں ایک مشترک رسم الخط کی ضرورت شاید مشترک زبان سے بھی بہت زیادہ ہی۔ انگریزی کسی قلیل حد تک مشترک زبان کی ضرورت پوری کر رہی ہی مگر ہندُستانی بھی جو ہندُستان میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہی دو مختلف رسم الخطوں میں لکھی جاتی ہی ہندُستان کے مختلف خطّوں میں جو مختلف رسم الخط رائج ہیں ان میں سے کسی ایک کے ترک کرنے کی تاریخی حسیات اور وطنیت کے جذبات کی بنا پر سخت مخالفت کی جاتی ہی لیکن اس کا امکان نظر آتا ہی کہ جلد یا بہ دیر کوئی مشترک رسم الخط اختیار کرنا ہی پڑے گا اور غالباً رومن رسم الخط جو اب ترکی میں اختیار کیا گیا ہی غیر مُلکی ہونے اور قلیل الحروف ہونے کے باوجود بہت ہی مناسب مصالحت کا کام دے گا۔ ہندُستانی زبان رومن رسم الخط میں فوج کے اندر تو استعمال ہی ہو رہی ہی اور اس کا نتیجہ نہایت ہی اطمینان بخش ہی۔ جو سپاہی

اس کے استعمال کے عادی ہوگئے ہیں وہ جب فوج کی ملازمت سے سبک دوش ہوکر اپنے وطن پہنچتے ہیں تو اسے رواج دیتے ہیں چناں چہ جن علاقوں سے رنگروٹ بھرتی ہوتے ہیں وہاں اس کی آہستہ آہستہ اشاعت ہورہی ہی۔" کمشنر مردم شماری مسٹر ہٹن کی اس رائے سے ممکن ہی کہ بہت سے لوگوں کو اختلاف ہو لیکن پنجاب میں ساڑھے چھ ہزار رومن رسم الخط جاننے والوں کی تعداد سے ظاہر ہوتا ہی کہ جن علاقوں سے فوج کے رنگروٹ بھرتی ہوتے ہیں وہاں آہستہ آہستہ اِس رسم الخط کی اشاعت ہورہی ہی۔

زبان کے ماخذ و تغیرات کے بارے میں جو بحث سنہ ۱۹۳۱ء کی رپوٹ میں کی گئی ہی اور جس طرح آثارِ قدیمہ اور قبل تاریخی دوٗر کے رسم و رواج وغیرہ کی مدد سے مختلف نظریات کی تائید یا تردید کی گئی ہی وہ علمائے السنہ کے لیے خالی از دل چسپی نہیں ہی لیکن اس بحث میں پڑکر ہم اس کتاب کے اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے۔ اس لیے ہم نہایت مختصر طور پر اس کے اُس حصّے کا خلاصہ بیان کیے دیتے ہیں جس کا تعلق ہندُستان کی مروّجہ زبانوں سے براہِ راست ہی اور اس سلسلے میں رپوٹ نے سر جارج گریرسن کے عالمانہ مقالے کا خلاصہ کرتے ہوئے بتایا ہی کہ سنسکرت زبان ایک ادبی زبان ہی جو رگ وید کے زمانے کی مروّجہ کئی بولیوں کے میل جول اور تراش خراش سے تیار کی گئی تھی، اور روز مرّہ گفتگو کے استعمال کے واسطے نہیں تھی۔ برعکس اس کے ہندُستان کی مختلف مروّجہ بولیاں انڈو یورپین زبان کی مختلف شاخیں بتائی جاتی ہیں جن کی

تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کے مآخذ دوسرے سے مختلف ہیں۔ چناں چہ "بیرونی شاخ" میں لہندا یا مغربی پنجابی، سندھی، مرہٹی، اُڑیا، بہاری، بنگالی اور آسامی ہیں اور "اندرونی شاخ" میں مغربی ہندی، پنجابی، گجراتی، بھیلی، خاندیشی، راجستانی اور پہاڑی زبانیں ہیں۔ مشرقی ہندی کو ان دونوں "اندرونی" اور "بیرونی" شاخوں کی ایک درمیانی شاخ بتایا گیا ہے اور اندرونی شاخ کی زبانوں میں گجراتی زبان ایسی بتائی گئی ہے جس میں بیرونی شاخ کے عناصر موجود ہیں جس کی اس نے جگہ لے لی ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "اندرونی شاخ" کی زبانیں دراصل خالص انڈو آرین زبانیں ہیں۔

مختلف مروّجہ زبانیں بولنے والوں کی تعداد

سنہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے بہ موجب کُل ہندستان اور صوبہ جات و ریاست ہائے ہند میں مختلف مروجہ زبانیں بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی حسب ذیل تھی۔ اس فہرست میں مغربی ہندی سے مُراد ہندُستانی یا اُردو زبان ہے اور شمارکنندوں کے تعصبات اور ریشہ دوانیوں کے باوجود یہی ہندُستان بھر میں سب سے زیادہ بولی جاتی ہے یعنی بیس فی صدی سے زیادہ باشندوں کی مادری زبان ہے۔ لسانی تحقیق اور بداہت کی رُو سے پنجابی، راجستانی اور گجراتی اسی مغربی ہندی کی سگی بہنیں ہیں۔ اور ان علاقوں کی تعلیم یافتہ یا شہری آبادی بے تکلف بہت صاف اُردو زبان بولتی اور سمجھتی ہے۔ قریب قریب یہی حال بہاری اور مشرقی ہندی والوں کا ہے۔

اس طرح یہ کہنا مطلق مبالغہ نہیں ہے کہ ہماری اُردو ہندستان کے نو دس کروڑ باشندوں کی مادری زبان ہے اور اسی قدر مزید آبادی میں مروج زبان ہے۔ اس کے حلقے میں یقینی طور پر نصف سے زیادہ ہندستان داخل ہے اور اصولاً وہ بیس کروڑ سے زیادہ نفوس کی زبان ہے۔

کُل ہندستان	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
مغربی ہندی	۲۰۴۱
بنگالی	۱۵۲۵
بہاری	۷۹۷
تلنگی	۷۵۲
مرہٹی	۵۹۶
تامل	۵۸۲
پنجابی	۴۵۲
راجستانی	۳۹۷
کنڑی	۳۲۰
گجراتی	۳۱۰
اُڑیا	۳۱۹
برہمی	۲۵۳
ملایلم	۲۶۱
لہندا یا مغربی پنجابی	۲۴۴

کل ہندستان	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
کھیرواری	۱۱۵
سندھی	۱۱۴
بھیلی	۶۳
آسامی	۵۷
مغربی پہاڑی	۶۶
گونڈی	۵۳
پشتو	۴۷
مشرقی ہندی	۲۲۴
کشمیری	۴۱
دیگر زبانیں	۳۷۱
اجمیر میرواڑہ	
راجستانی	۷۶۳۳
مغربی ہندی	۲۱۹۳
دیگر زبانیں	۱۷۴

آسام

آسام	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
بنگالی	۴۲۸۹
آسامی	۲۱۵۷
مشرقی ہندی	۶۳۸
منی پوری	۳۹۸
بوڈو (میدانی کچاری)	۳۰۵
کھیرواری	۳۱۸
کھاسی	۲۵۳
گارو	۲۰۸
اُڑیا	۲۱۹
میکیر	۱۳۷
مشرقی پہاڑی	۱۴۷
دیگر زبانیں	۹۳۱

بلوچستان

بلوچستان	
بلوچی	۳۰۷۳
پشتو	۲۳۸۵
براہوی	۱۴۶۸
سندھی	۱۷۵۰
لہندا یا مغربی پنجابی	۵۹۱
پنجابی	۲۲۵
مغربی ہندی	۱۹۷
دیگر زبانیں	۳۱۱

بنگال

بنگال	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
بنگالی	۹۲۲۶
مشرقی ہندی	۳۲۰
مغربی ہندی	۵۰
کھیرواری	۱۷۲
اُڑیا	۳۱
کورکھ یا اُراون	۳۷
ٹپورا یا مرونگ	۳۸
مشرقی پہاڑی	۲۶
دیگر زبانیں	۱۰۰

بہار و اُڑیسہ

بہار و اُڑیسہ	
بہاری	۶۵۹۶
اُڑیا	۲۰۱۷
کھیرواری	۶۷۲
بنگالی	۴۵۸
کوروکھ یا اُراون	۱۵۵
کھریا	۲۷
مالتو	۱۶
دیگر زبانیں	۵۹

بمبئی

بمبئی	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
مرہٹی	۴۲۲۳
گجراتی	۱۸۵۴
سندھی	۱۲۷۸
کنڑی	۱۲۱۵
مغربی ہندی	۵۹۵
بھیلی	۲۲۰
راجستانی	۱۱۵
بلوچی	۱۱۳
خاندیشی	۸۴
تلنگی	۶۲
دیگر زبانیں	۲۴۱

سی پی بہ شمول برار

سی پی بہ شمول برار	
مغربی ہندی	۳۱۱۶
مرہٹی	۳۱۲۲
گونڈی	۷۱۴
اُڑیا	۲۱۴
راجستانی	۱۹۳
کورکو	۹۰
کوروکھ یا اُراون	۷۹
دیگر زبانیں	۲۴۷۲

کورگ

کورگ	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
کنڑی	۳۹۹۰
کوڈاگو یا کورگی	۲۷۳۰
ملایلم	۱۵۲۷
تولو	۸۷۴
دیگر زبانیں	۸۷۹

دہلی

دہلی	
مغربی ہندی	۹۲۲۵
راجستانی	۱۰۶
پنجابی	۳۷۰
دیگر زبانیں	۲۹۹

مدراس

مدراس	
تامل	۴۰۱۳
تلنگی	۳۷۶۳
ملایلم	۷۹۰
اُڑیا	۳۹۱
کنڑی	۳۶۶
مغربی ہندی	۲۶۵
مرہٹی	۲۸
دیگر زبانیں	۳۷۹

صوبہ سرحدی

	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
پشتو	۵۲۲۱
لہندا یا مغربی پنجابی	۴۱۹۵
پنجابی	۳۵۱
راجستانی	۳
مغربی ہندی	۹۶
انگریزی	۴۷
دیگر زبانیں	۸۷

پنجاب

پنجابی	۵۰۹۵
لہندا یا مغربی پنجابی	۲۵۹۰
مغربی ہندی	۱۴۰۰
مغربی پہاڑی	۵۹۳
راجستانی	۲۱۵
دیگر زبانیں	۱۰۷

یوپی

مغربی ہندی	۹۹۶۸
دیگر زبانیں	۳۲

ریاست بڑودہ

	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
گجراتی	۸۶۷۶
بھیلی	۷۳۸
مغربی ہندی	۳۲۰
دیگر زبانیں	۲۶۶

ریاست گوالیار

مغربی ہندی	۶۳۲۷
راجستانی	۳۲۱۶
بھیلی	۲۱۴
مرہٹی	۶۱
گجراتی	۸۱
دیگر زبانیں	۱۰۱

ریاست حیدرآباد

تلنگی	۴۸۳۰
مرہٹی	۲۶۲۳
کنڑی	۱۱۲۲
مغربی ہندی	۱۰۹۰
راجستانی	۱۸۸
گونڈی	۵۳
دیگر زبانیں	۹۴

ریاست جموں و کشمیر

ریاست جموں و کشمیر	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
کشمیری	۳۸۷۶
پنجابی	۲۴۱۴
مغربی پہاڑی	۱۷۳۷
راجستانی	۸۷۸
بلستانی بھوٹیا یا بلتی	۳۷۸
لہندا یا مغربی پنجابی	۲۶۴
دیگر زبانیں	۴۵۳

ریاست میسور

ریاست میسور	بولنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی
کنڑی	۶۹۸۳
تلنگی	۱۵۷۲
مغربی ہندی	۵۸۴
تامل	۴۷۸
دیگر زبانیں	۴۸۳

۷- پیشے

۱۹۴۱ء کی رپوٹ میں ہندُستان کے مروّجہ پیشوں اور کاروبار میں لگے ہوئے اور بے روزگار لوگوں کے متعلق بھی کوئی معلومات نہیں ملتی ہیں چناں چہ اس میں بھی ہمیں اپنی بحث کی تکمیل کے لیے ۱۹۳۱ء کی رپوٹ کا دستِ نگر ہونا پڑا اور چوں کہ مُلک کی اقتصادی حالت کا اندازہ لگانے کے لیے اس قِسم کی معلومات کی اشد ضرورت ہی اِس لیے موخرالذِکر رپوٹ سے اُس وقت تک کے جو حالات دست یاب ہوسکے اُن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہی۔

۱۹۳۱ء کی رپوٹ میں دیگر مباحث کی طرح ہندُستان کے پیشوں اور ان میں کام کرنے والوں کے متعلق بھی نہایت ہی شرح و بسط سے بحث کی گئی ہی اور بڑی محنت سے اعداد جمع کرکے عنوانات کے ماتحت تقسیم کیے گیے ہیں اور اس سلسلے میں متعدد نقشے جدولیں اور خاکے دیے گئے ہیں جن سے بہت کچھ مواد حاصل کیا جاسکتا ہی۔ پیشوں کی چار بڑی قِسمیں اور بارہ ضمنی قِسمیں کی گئی ہیں اور ان کی تشریح کے لیے ایک اسکیم دی گئی ہی جس سے صحیح اندازہ ہوسکتا ہی کہ ہر بڑی قسم یا ضمنی قِسم کے ماتحت کس قِسم کے کارکنوں کو شمار کیا گیا ہی۔

رپوٹ میں اس مسئلے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہی کہ ہندُستان میں فرقی پیشوں کا رواج کہاں تک ہی اور کس حد تک فرقی پیشہ ور اپنے

آبائی کاموں کو چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کر رہے ہیں۔ اس بحث کا خلاصہ یہ نکالا گیا ہے کہ اکثر صورتوں میں پیشہ ور فرقوں کے مرد پچاس فی صدی اپنے آبائی پیشوں کو چھوڑ کر دوسرے کاروبار میں لگتے جاتے ہیں اور ان میں سے نصف سے کم ایسے ہیں جو ضمنی طور پر آبائی پیشوں کا بھی کام کرتے رہتے ہیں۔ بعض پیشہ وروں میں یہ رجحان بہت زیادہ ہے مثلاً چماروں میں تیرہ آدمیوں میں سے صرف ایک نے اپنا اصلی کام آبائی پیشہ لکھایا ہے اور چالیس میں صرف ایک آدمی ضمناً اس پیشے کا کام کرتا ہے۔ جھنور ذات کے لوگ جو پالکی برداروں کا کام کرتے تھے وہ اِس وجہ سے عموماً اپنا آبائی پیشہ چھوڑتے جاتے ہیں کہ پالکی رکھنے والوں کی تعداد گھٹ گئی ہے اور پالکی کی جگہ موٹریں استعمال ہونے لگی ہیں۔ بھاٹ قوم کے لوگوں نے بھی کثیر تعداد میں اپنا آبائی پیشہ ترک کر دیا ہے اس لیے کہ شجرہ جاننے والوں کی مانگ بہت گھٹ گئی ہے۔ برعکس اس کے جاٹ اور کورمی جو زراعت پیشہ ہیں انھوں نے بہت کم تعداد میں اس پیشے کو ترک کیا ہے۔ عام طور پر گو زراعت کا پیشہ اب بھی بہت ہی مقبول ہے تاہم حرفت تجارت نقل و حمل وغیرہ کے کاروبار میں معقول تعداد مصروف ہوگئی ہے۔

کاروبار سے لگے ہوئے آدمیوں کی تعداد پر نظر ڈالنے سے اِس افسوس ناک حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ ۱۹۳۱ء میں فی دس ہزار آبادی صرف ۴۳۹۱ یعنی ۵ء۲۷ فی صدی باکار تھے اور ۵۶۰۹ بے کار۔ کاروبار سے لگے ہوئے ۴۳۹۱ آدمیوں میں

۲۹۴۷ زراعت و فلاحت وغیرہ میں تھے، ۱۰ کان کنی میں، ۴۳۸ صنعت و حرفت میں، ۶۷ نقل و حمل میں، ۲۲۶ تجارت میں، ۲۴ فوج اور پولیس کی ملازمتوں میں، ۲۸ حکومت کے انتظامی صیغوں میں، ۶۶ آزاد پیشوں اور علمی کاموں میں، ۶ بلا محنت کی آمدنی پر گزارہ کرنے والوں میں، ۳۱۱ خانگی ملازمتوں میں، ۲۲۲ غیر متعین کاروبار میں اور ۴۶ غیر نفع بخش کاموں میں۔

پچھلی مردم شماریوں کے اعداد کا مقابلہ کرنے سے ایک اور انکشاف ہوتا ہے کہ اکثر حرفتوں اور روزگاروں میں کام کرنے والوں کی تعداد بجائے بڑھنے کے اور گھٹتی جاتی ہے، حالاں کہ آبادی کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ چناں چہ زراعت و فلاحت وغیرہ میں کام کرنے والوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء میں ۱۰۶۲۰۰۴۳۲ تھی، سنہ ۱۹۲۱ء میں ۱۰۵۶۸۸۳۷۳ رہ گئی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں صرف ۱۰۳۲۹۴۴۳۹ رہ گئی۔ اسی طرح مختلف حرفتوں میں کام کرنے والوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء میں ۱۷۵۰۶۲۷۹ تھی، سنہ ۱۹۲۱ء میں ۱۵۷۱۴۹۰۷ رہ گئی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں صرف ۱۵۳۵۱۹۵۳ رہ گئی۔ کان کنی میں کام کرنے والوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء میں ۳۰۸۴۴۹ تھی سنہ ۱۹۲۱ء میں ۳۴۷۳۴۹ ہوئی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں پھر گھٹ کر ۳۴۶۰۰ رہ گئی۔ مختلف تجارتی شعبوں میں کام کرنے والوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء میں ۸۱۰۱۴۰۶ تھی سنہ ۱۹۲۱ء میں ۸۰۴۹۳۸۵ رہ گئی اور سنہ ۱۹۳۱ء میں صرف ۷۹۱۳۵۹۷۔ فوجی بحری فضائی اور پولیس کی ملازمتوں میں کام کرنے والوں کی تعداد سنہ ۱۹۱۱ء میں ۱۰۶۹۴۲۴ تھی، سنہ ۱۹۲۱ء

میں ۱۰۳۹۵۳۸ رہ گئی اور ۱۹۳۱ء میں صرف ۸۴۱۴۷۴ رہ گئی۔ جن کاروباروں میں کام کرنے والوں کی تعداد بڑھی وہ یہ ہیں کہ نقل و حمل میں ۱۹۱۱ء میں ۲۳۹۴۸۸۲ آدمی کام کرتے تھے ۱۹۲۱ء میں گھٹ کر ۱۹۷۰۴۰۰ رہ گئے اور ۱۹۳۱ء میں ۲۳۴۱۴۰۶ ہو گئے جو ۱۹۱۱ء کے مقابلے میں پھر بھی کم ہیں۔ آزاد پیشوں اور علوم و فنون میں کام کرنے والے ۱۹۱۱ء میں ۲۲۶۲۵۹۰ آدمی تھے ۱۹۲۱ء میں گھٹ کر ۲۰۸۰۷۹۲ رہ گئے اور ۱۹۳۱ء میں کچھ بڑھ کر ۲۳۱۰۱۴۱ ہو گئے۔ اس سے لوگوں میں گونہ بیداری کے آثار تو ظاہر ہوتے ہیں جو حکومت کی کارروائیوں کے رہینِ منت نہیں ہیں، پھر بھی اضافۂ آبادی کے لحاظ سے یہ اضافہ خاص طور پر دل خوش کُن نہیں ہے۔ بِلا محنت کی آمدنی پر گزر کرنے والوں (وثیقہ دار، پنشنر، وظیفہ خوار) کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا یعنی ۱۹۱۱ء میں ان کی تعداد ۲۰۶۰۷۰ تھی، ۱۹۲۱ء میں گھٹ کر ۱۸۴۲۵۹ رہ گئی اور ۱۹۳۱ء میں بڑھ کر ۲۱۵۸۷۴ ہو گئی۔ خانگی ملازمتوں میں کام کرنے والوں کی تعداد میں البتہ قرارِ واقعی اضافہ ہوا یعنی ۱۹۱۱ء میں ان کی تعداد ۲۷۲۵۸۵۶ تھی اور ۱۹۲۱ء میں گھٹ کر ۲۵۳۱۸۸۶ رہ گئی تھی اور ۱۹۳۱ء میں بڑھ کر ۱۰۸۹۸۲۷۷ ہو گئی۔ اس اضافے کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملازم رکھنے کی استعداد رکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا جو اقتصادی ترقی کی علامت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگوں میں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی استعداد کم ہو گئی، جو اقتصادی اعتبار سے مہلک ہے۔ غنیمت ہے کہ غیر نفع بخش پیشوں میں جن میں جیل خانوں، پاگل خانوں

اور محتاج خانوں کے آباد کار، فقرا، اوباش اور حُسن فروش طبقے کے افراد شامل ہیں، اضافہ نہیں ہؤا بلکہ کمی ہوئی یعنی ۱۹۱۱ء میں ان کی تعداد ۲۰۷۱۳۹۴ تھی ۱۹۲۱ء میں ۱۸۵۴۶۳۴ رہ گئی اور ۱۹۳۱ء میں ۱۶۲۵۸۴۷-

آیندہ فہرستوں اور جدولوں میں ان اعداد کی مزید تشریح کی گئی ہی جس سے ہندستان کے اقتصادی رجحانات کا اندازہ لگانے میں مدد ملے گی

۱۹۳۱ء میں مختلف پیشوں میں کام کرنے والوں کی تعداد

فی دس ہزار آبادی

تمام پیشوں میں کام کرنے والوں کی تعداد فی دس ہزار آبادی -	۴۳۹۱
بے کاروں کی تعداد "	۵۶۰۹
(الف) خام اشیا کی پیداوار	۲۹۵۷
(۱) سبزی اور مواشی سے نفع اندوزی	۲۹۴۷
۱- زراعت و گلّہ بانی	۲۹۲۳
زراعت	۲۷۶۶
مخصوص اشیا کی کاشت	۴۷
جنگل کی پیداوار	۹

مواشی کی داشت	۱۰۰
چھوٹے کیڑوں اور جانوروں کی داشت (چڑیاں، شہد کی مکھیاں، ریشم کے کیڑے وغیرہ)	۱
۳- ماہی گیری و شکار	۲۴
(۲) کان کنی	۱۰
۳- دھات کی کانیں	۱
۴- غیر دھات کی کانیں (کوئلہ وغیرہ)	۹
(ب) اشیا کی تیاری و بہم رسانی	۷۳۱
(۳) مختلف حرفتیں	۴۳۸
۵- پارچہ بافی وغیرہ	۱۱۷
۶- چمڑے وغیرہ کا کام	۹
۷- لکڑی کا کام	۹۷
۸- دھاتوں کا کام (لوہاری، سوناری وغیرہ)	۲۰
۹- عمارتی و آرائشی اشیا	۲۹
۱۰- کیمیاوی اشیا (دوائیں، رنگ روغن وغیرہ)	۱۷
۱۱- اشیائے خوراک (مٹھائی، کیک، بسکٹ وغیرہ)	۴۲
۱۲- لباس و زیبائش	۹۶
۱۳- فرنیچر	۱
۱۴- عمارت	۱۸

۱۵۔ وسائل نقل وحمل کی تیاری	۱
۱۶۔ بجلی، گیس وغیرہ	۱
۱۷۔ متفرق	۴۰
(۴) نقل وحمل	**۶۷**
۱۸۔ فضائی نقل وحمل	۰
۱۹۔ دریائی اور سمندری نقل وحمل	۱۰
۲۰۔ نقل وحمل بہ ذریعۂ شارع عام	۳۶
۲۱۔ نقل وحمل بہ ذریعۂ ریل	۱۸
۲۲۔ ڈاک، تار برقی، ٹیلی فون	۳
(۵) تجارت	**۲۲۶**
۲۳۔ بنک، مبادلہ، بیمہ	۹
۲۴۔ دلالی، کمیشن ایجنسی، تجارت برآمد	۲
۲۵۔ پارچہ فروشی	۱۳
۲۶۔ چمڑے کی اشیا	۳
۲۷۔ لکڑی کی اشیا	۴
۲۸۔ دھات کی اشیا	۱
۲۹۔ چینی کے برتن، اینٹیں، ٹائل وغیرہ	۱
۳۰۔ کیمیاوی اشیا (دوائیں رنگ روغن وغیرہ)	۲
۳۱۔ ہوٹل، قہوہ خانے وغیرہ	۱۴
۳۲۔ اشیائے خوراک کی دیگر تجارتیں	۱۱۰
۳۳۔ لباس وسنگار کی اشیا	۳

۳۴۔ فرنیچر	۲
۳۵۔ سامانِ عمارتی	۱
۳۶۔ سامانِ نقل وحمل	۳
۳۷۔ ایندھن کی اشیا	۸
۳۸۔ اشیاے آسایش وعلوم وفنون وغیرہ	۶
۳۹۔ دیگر تجارتیں	۴۴

(ج) انتظامِ حکومت اور آزاد پیشے — ۱۱۸

(۶) حفظِ عامہ	**۲۴**
۴۰۔ فوج	۹
۴۱۔ بحری	۰
۴۲۔ فضائی	۰
۴۳۔ پولیس	۱۵
(۷) نظمِ حکومت	**۲۸**
۴۴۔ انتظامی عملہ	۲۸
(۸) آزاد پیشے اور علوم وفنون	**۶۶**
۴۵۔ مذہبی	۲۹
۴۶۔ قانونی	۴
۴۷۔ علاج	۱۴
۴۸۔ تعلیم	۱۰
۴۹۔ علوم وفنون وغیرہ (علاوہ ۴۴)	۱۰

## (د) متفرق	۵۸۵
(۹) اپنی آمدنی پر بسر کرنے والے	۶
۵۰۔ جو لوگ خاص کر ذاتی آمدنی پر بسر کرنے والے ہیں (پنشنر وظیفے خوار وغیرہ)	۶
(۱۰) خانگی ملازمتیں	۳۱۱
۵۱۔ خانگی ملازمتیں	۳۱۱
(۱۱) غیر متعین پیشے	۲۲۲
۵۲۔ ایسے پیشے جن کی معین تشریح نہ ہو سکی	۲۲۲
(۱۲) غیر نفع بخش	۴۶
۵۳۔ جیل خانوں، پاگل خانوں اور محتاج خانوں کے آباد کار	۵
۵۴۔ فقرا، اوباش اور حسن فروش	۳۸
۵۵۔ دیگر غیر متعین غیر نفع بخش پیشے	۳

۱۹۳۱ء میں صوبے وار باروزگار لوگوں کی تعداد فی ہزار آبادی

نام صوبہ یا ریاست	کل کام کرنے والوں کی تعداد فی ہزار آبادی	(۱) سبزی اور مواشی سے نفع اندوزی	(۲) کان کنی	(۳) حرفت	(۴) حمل ونقل	(۵) تجارت	(۶) حفظ عامہ	(۷) نظم حکومت	(۸) آزاد پیشے اور علوم وفنون	(۹) اپنی آمدنی پر بسر کرنے والے	(۱۰) خانگی ملازمتیں	(۱۱) غیر متعین پیشے	(۱۲) غیر نفع بخش پیشے
کل ہندوستان	۳۵۷	۲۹۵	۱	۴۴	۷	۲۲	۲	۳	۶	۱	۳۱	۲۲	۵
صوبہ جات ہند	۳۶۰	۲۸۸	۱	۴۳	۶	۲۱	۲	۲	۶	۱	۳۲	۲۳	۴
اجمیر میرواڑہ	۳۷۰	۳۲۷	۱	۶۷	۲۶	۳۵	۷	۵	۱۵	۱	۱۱	۲۱	۸
آسام	۳۳۷	۳۷۷	۲	۳۴	۶	۱۳	۱	۱	۵	۰	۴	۴	۳
بلوچستان	۳۶۵	۲۲۴	۱	۳۳	۳۲	۲۰	۵۲	۵	۷	۱	۱۴	۲	۴
بنگال	۲۷۵	۱۹۷	۱	۲۵	۶	۱۹	۱	۱	۶	۰	۱۶	۱۲	۴
بہار و اڑیسہ	۴۰۰	۳۲۰	۳	۲۷	۳	۱۵	۱	۱	۴	۰	۵	۳۲	۲
بمبئی بہ شمول عدن	۳۳۷	۲۵۶	۰	۴۶	۹	۲۱	۳	۶	۷	۱	۸	۲۳	۹
سی پی بہ شمول برار	۴۳۷	۴۲۹	۲	۴۲	۶	۲۲	۳	۳	۵	۰	۶	۱۱	۴
کورگ	۵۱۸	۳۷۲	۰	۲۴	۱۰	۱۸	۱	۲	۶	۰	۱۷۰	۸۰	۱

دہلی	۳۷۹	۱۰۵	۱	۱۱۶	۳۴	۵۶	۱۲	۱۱	۱۲	۳	۳۸	۲۹	۵
مدراس	۳۸۳	۲۶۹	۰	۴۹	۶	۲۲	۱	۳	۷	۱	۱۳۷	۵۶	۳
صوبہ سرحدی	۳۱۴	۲۱۸	۰	۴۵	۸	۲۵	۱۶	۴	۹	۱	۵	۱۸	۵
پنجاب	۲۹۴	۲۱۴	۰	۶۶	۸	۲۲	۴	۳	۸	۱	۱۰	۹	۸
یوپی	۴۱۸	۳۶۹	۰	۵۴	۴	۲۳	۲	۲	۶	۰	۱۰	۱۲	۴
ریاست ہائے ہند	۳۵۰	۳۱۷	۱	۴۷	۸	۲۷	۴	۵	۸	۱	۳۰	۲۱	۶
ریاست بڑودہ	۳۹۳	۳۵۰	۱	۵۳	۷	۲۸	۶	۵	۱۲	۲	۳	۲۷	۲
" گوالیار	۴۳۶	۳۵۸	۱	۴۶	۲	۲۱	۵	۵	۶	۰	۸	۳۴	۷
" حیدرآباد	۴۳۳	۲۶۸	۲	۵۰	۳۱	۵۵	۴	۶	۹	۱	۳۳	۱۲	۱۰
" جموں و کشمیر	۲۲۲	۲۲۴	۰	۲۳	۳	۸	۳	۴	۴	۱	۱۵۷	۹۸	۴
" کوچین	۳۸۷	۲۱۳	۰	۸۹	۱۲	۳۵	۱	۴	۱۴	۲	۱۱۷	۲۱	۱
" ٹراونکور	۲۹۰	۱۸۵	۱	۶۹	۷	۳۱	۱	۳	۱۱	۰	۱۴۰	۲۳	۱
" میسور	۳۵۸	۳۴۷	۲	۳۶	۴	۲۰	۳	۵	۵	۱	۷	۲۲	۳
" سکیم	۶۵۰	۶۳۶	۰	۴	۵	۸	۰	۱	۱	۰	۱۱	۱	۰

سنہ ۱۹۳۱ء میں مختلف کاروبار میں مردوں اور عورتوں کا تناسب

پیشے	مرد کام کرنے والوں کی تعداد	عورت کام کرنے والیوں کی تعداد	نسبت فی ہزار مرد
کل پیشوں میں ملاکر	۱۰۵۰۸۶۳۳۳	۴۸۸۲۹۷۱۷	۴۶۵
(ا) خام اجناس کی پیداوار	۷۴۷۰۰۵۸۵	۲۸۹۳۹۸۵۴	۳۸۷
۱ سبزی ومواشی سے نفع اندوزی	۷۴۴۴۱۰۰۲	۲۸۸۵۳۴۳۷	۳۸۸
۲- کان کنی	۲۵۹۵۸۳	۸۴۴۱۷	۳۳۳
(ب) اشیا کی تیاری وفراہمی	۱۸۶۸۲۳۴۱	۶۹۲۴۶۱۵	۳۷۱
۳- حرفت	۱۰۷۹۷۵۲۷	۴۵۵۴۴۲۶	۴۲۲
۴- نقل وحمل	۲۰۹۹۱۹۸	۲۴۲۲۰۸	۱۱۵
۵- تجارت	۵۷۸۵۶۱۶	۲۱۲۷۹۸۱	۳۶۸
(ج) نظم حکومت وعلوم وفنون	۳۷۸۳۴۵۴	۳۶۳۴۴۵	۹۶
۶- حفظِ عامہ	۸۳۴۴۵۳	۷۰۲۱	۸
۷- شعبہ انتظامِ حکومت	۹۶۲۷۴۱	۳۲۵۴۳	۳۴
۸- آزاد پیشے اور فنون	۱۹۸۶۲۶۰	۳۲۳۸۸۱	۱۶۳
(د) متفرق	۷۹۱۷۴۳۲	۱۲۶۰۱۲۰۸	۱۵۹۲
۹- اپنی آمدنی پر بسر کرنے والے	۱۶۸۸۲۹	۴۷۰۴۵	۲۷۹
۱۰- خانگی ملازمتیں	۲۰۸۹۴۴۸۷	۸۸۰۳۷۹۰	۴۲۰۳
۱۱- غیر متعین پیشے	۴۵۹۹۲۳۸	۳۱۷۹۴۰۴	۶۹۱
۱۲- غیر نفع بخش پیشے	۱۰۵[illegible]۷۸	۵۷۰۹۶۹	۵۴۱